تقدیس الانبیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

الٰہی تیرے احسان کا شکر کہ تو نے اپنے فضل و کرم سے ہماری ہدایت کے لئے انبیاے پاک کو مبعوث کیا اور ان کو ایسے چال و چلن کا نمونہ ہمارے لئے مقرر کیا گویا انکے رویّے اور طریقے کو ہماری نجات کا ذریعہ ٹھہرایا۔

بعد حمد و صلوٰۃ کے خادم علمای دین متین فقیر اللّٰہ دین ابن کریم بخش مرحوم و مغفور لدھیانوی جملہ ارباب دانش کی خدمت فیضدرجت مین عرض پرداز ہے کہ ایک رسالہ بنام **نبی معصوم** مطبوعہ مشن پریس لدھیانہ سنہ ۱۸۷۹ء میری نظر سے گذرا اس رسالے مین انبیاے علیہم السلام کو ازروے قرآن شریف عیاذاً باللہ گنہگار قرار دیا ہے اور صرف حضرت مسیح علی نبینا علیہ السلام کو پاک اور معصوم ثابت کیا ہے۔

علاوہ ازین ایک اشتہار بھی اس رسالے کے متعلق اخبار نور افشان نمبر ۱۲ جلد ۹ مین مشتہر ہو چکاہی جس کا خلاصہ یہہ ہے کہ "حافظ محمد عمر دراز صاحب اگر میرے رسالہ نبی معصوم کا جواب دین تو مین بطور انعام مبلغ عـ۵ دونگا" اسلئے مناسب معلوم ہوا کہ اس رسالہ نبی معصوم کا جواب ضرور ہی دیا جاوے کیونکہ اس رسالے پر عـ۵ کا اشتہار دینا مصنف کی کمال دلیری پر دلالت کرتا ہے اور باوجودیکہ منجانب اہل اسلام متعدد اشتہارات پادری صاحبون کو وقتاً فوقتاً دئے گئے جنکے وہ مقروض ہین مگر ان مین یہہ قید نہین لگائی گئی کہ ہماری فلان تحریر یا فلان کتاب کا فلان ہی شخص جواب دے۔ کیونکہ ایک شخص کے مجیب مقرر کرنے سے تو صریح معلوم ہوتا ہے۔ کہ مشتہر صاحب ہرگز حق کے طالب نہین بلکہ ایک شخص غریب الطبع سے چھیڑ خانی کرنا چاہتے ہین ہان اگر مشتہر صاحب حق کے طالب اور مرد میدان ہین تو اشتہار یون دین کہ اگر کوی اہل اسلام میرے رسالہ نبی معصوم کا جواب دے تو مین بطور انعام مبلغ عـ۵ روپیہ دونگا مگر یہہ مردانگی

اِلٰی نِعَاجِہٖ وَاِنَّ کَثِیْرًا مِّنَ الْخُلَطَآءِ لَیَبْغِیْ بَعْضُھُمْ عَلٰی بَعْضٍ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَقَلِیْلٌ مَّا ھُمْ وَظَنَّ دَاوٗدُ اَنَّمَا فَتَنّٰہُ فَاسْتَغْفَرَ رَبَّہٗ وَخَرَّ رَاکِعًا وَّاَنَابَ ٭ فَغَفَرْنَا لَہٗ ذٰلِکَ وَاِنَّ لَہٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰی وَحُسْنَ مَاٰبٍ ٭ ترجمہ (یا محمدؐ) اور کیا تیرے پاس جھگڑ نیوالون کی خبر آئی ہے جب وہ دیوار پر چڑھ کر عبادت خانہ مین اُتر آئے۔ جب وہ داؤد کے پاس آئے وہ ڈر گیا اونھون نے اس سے کہا کہ مت ڈر وہم دو جھگڑ نیوالے ہین ہمارے بعض نے بعض پر زیادتی کی ہے پس ہمارے درمیان حق کے ساتھ حکم کر زیادتی مت کر اور ہم کو سیدہی راہ دکہا۔ یہ بھائی میرا ہے۔ اسکے ننانوین دنبیان ہین اور میرے پاس ایک ہی دنبی ہے۔ اسنے مجھے کہا ہے کہ ایک دنبی بھی مجھے سونپ دے اور اس بات کرنے مین مجھپر غلبہ کیا ہے۔ حضرت داؤد نے کہا کہ اسنے تیری دنبی اپنے دنبیون مین ملانگ کر لے لینے مین تجھہ پر ظلم کیا۔ اور بیشک بہت شرکت والون مین بعض بعض پر زیادتی کرتے ہین۔ مگر جو لوگ کہ ایمان لائے اور اچھے کام کئے اور وہ کم ہین اور جانا داؤد علیہ السلام نے کہ کچھ آزمایا ہمنے اسکو۔ پس بخشش مانگی رب اپنے سے اور گر پڑا عاجزی کرتا ہوا اور رجوع بحق کیا پس ہم نے اسے معاف کیا اور بلاشبہ اسکا ہمارے نزدیک نزدیکی کا مرتبہ اور اچھی جگہہ پھر جانے کی ہی۔

صاحبان حق بین با انصاف غور فرمائین کہ ان آیات شریف مین حضرت داؤد علیہ السلام نے کونسے حکم خداوندی کی مخالفت کی ہی اور کس حکم شرعی کو توڑا ہے جس کے سبب سے پادری صاحب حضرت داؤد علیہ السلام کو معاذ اللہ گنہگار فرماتے ہین۔ ان آیات شریفہ سے صرف اتنا ہی واضح ہوتا ہی کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے ایک عورت کو اپنے نکاح مین لینے کے لئے ایسے وقت پیغام دیا جب کہ اسکو حتی اوریا بن حنان نے اپنے نکاح کا پیغام دیا ہوا تھا۔ یہ درمیان ہی مین پیغام کرنا کوئی شرعی گناہ نہین مگر ترک اولی ضرور ہے اور انبیا علیہم السلام سے ترک اولی بھی ہونا موجب عتاب الٰہی ہو جاتا ہے لیکن تمہید مین ہم بخوبی ثابت کر چکے ہین کہ گناہ ترک اولی کو صرف مجازاً گناہ کہتے ہین حقیقتاً گناہ نہین۔ اب خداوند کریم کا فضل و کرم دیکہو کہ اس نے حضرت داؤد علیہ السلام کی یہ خفیف حرکت یعنے خطاے ترک اولی بھی ان پر ظاہر فرما کر تنبیہ کر دی اور حضرت داؤد علیہ السلام بھی فوراً اس لغزش یا ترک اولی سے خبردار ہو کر توبہ و استغفار کر کے اسی وقت خدا کے طرف راجع ہوے۔ ایسی حالت مین اس کامل و صادق راستباز نبی کو گنہگار بنانا عیسائیون ہی کی خوش اعتقادی کا تقاضا ہے۔ ورنہ اور تو کوئی منصف آدمی ان کو گنہگار نہین بنا سکتا۔

اس موقع پر ہم پادری صاحبان کو معذور سمجھتے ہین کیونکہ ان کے دماغ مین محرف کتابون کی جھوٹی روایات سمائی ہوئی ہین چنانچہ سموئیل دوم باب ۱۱ مین عیاذاً باللہ حضرت داؤد علیہ السلام کی نسبت آیت ۲ تا ۵ مین یون لکھا ہے۔ اور ایک دن شام کو ایسا ہوا کہ داؤد اپنے بچھونے پر سے اٹھا اور بادشاہی محل کی چھت پر ٹہلنے لگا اور وہان سے

اس نے ایک عورت کو دیکہا جو نہا رہی تہی اور وہ عورت نہایت خوبصورت تہی تب داؤد نے اس عورت کا حال دریافت کرنے کو آدمی بہیجے اونہوں نے کہا کیا وہ العام کی بیٹی بنت سبع حتی اوریاہ کی جورو نہین اور داؤد نے لوگ بہیج کے اس عورت کو بلالیا چنانچہ وہ اس پاس آئی اور وہ اس سے ہم بستر ہوا کیونکہ وہ اپنی ناپاکی سے پاک ہوی تہی اور وہ اپنے گہر کو چلی گئی اور وہ عورت حاملہ ہوگئی سو اس نے داؤد پاس خبر بہیجی کہ مین حاملہ ہون۔ پہر آیت ۱۴ تا ۱۷ مین ہے۔ صبح کو داؤد نے یوآب کے لئے خط لکہا اور اوریاہ کے ہاتہ مین دیکے اسے بہیجا اور اس نے خط مین یہہ لکہا کہ اوریاہ کو سخت لڑائی کے وقت اگاڑی رکہیو اور اسکے پاس سے پہر آئیو تاکہ وہ مارا جاے اور جان بحق ہو۔ اور ایسا ہوا کہ یوآب جو اس شہر کے گرداگرد کی حالت دیکہنے گیا تو اوس نے اوریاہ کو ایسے مقام پر جہان اس نے جانا کہ جنگی لوگ وہان ہین مقرر کیا اور اس شہر کے لوگ نکلے اور یوآب سے لڑے اور وہان داؤد کے خادمون مین سے تہوڑے سے لوگ کام آئے اور حتی اوریاہ بہی مارا گیا۔ پہر آیت ۲۶ و ۲۷ مین ہے اوراوریاہ کی جورو اپنے شوہر اوریاہ کا مرنا سنکے سوگ مین بیٹہی اور جب سوگ کے دن گذر گئے تو داؤد نے اسے اپنے گہر مین بلوالیا اور وہ اسکی جورو ہوی اور اسکے لئے بیٹا جنی پر وہ کام جو داؤد نے کیا تہا خداوند کی نظر مین برا ہوا۔ پہر باب ۱۲ کی آیت ۱۸ مین ہی۔ اور ایسا ہوا کہ ساتوین دن وہ لڑکا مر گیا۔ پادری عماد الدین صاحب نے اپنی تفسیر خزانۃ الاسرار مطبوعہ ۱۸۷۵ء کے صفحہ ۔ مین یہ امر مان لیا ہے کہ بنت سبع بہی بدکار تہی اسنے داؤد سے زنا کیا خوبی یہہ کہ جسکو پادری عماد الدین صاحب اپنی زبان مبارک سے بدکار فرماتے ہین وہ ان کے مجسم خدا حضرت مسیح کی پردادیون مین داخل ہے جس سے ان کے خدا پر بہی سخت الزام آتا ہی یہ قصہ مردود محرف شدہ ہی۔ کیونکہ اسے خود بائبل ہی رد کرتی ہی۔ دیکہئے کتاب اول سلاطین باب ۱۴ آیت ۸ مین خداوند کریم اخیاہ کی معرفت یربعام کو یون فرماتا ہے۔ تو میرے بندے داؤد کی مانند نہو جس نے میرے حکمون کو حفظ کیا اور اپنے سارے دل سے میری پیروی کی تاکہ فقط وہی کرے جو میری نگاہ مین اچہا تہا۔ پہر کتاب ایضاً باب ۹ آیت ۴ مین اللہ تعالی سلیمان علیہ السلام کو ارشاد فرماتا ہے۔ کہ اگر تو میرے حضور ایسی چال چلیگا جیسے تیرا باپ داؤد دل کی راستی اور صداقت سے چلا۔ پہر اسی کتاب کے باب ۱۱ آیت ۴ مین لکہا ہے کہ اسکا دل (یعنے سلیمان کا) خداوند اپنے خدا کی طرف مائل نہ تہا جیسا کہ اس کے باپ داؤد کا دل تہا۔ پہر اسی باب کی آیت ۶ مین ارشاد ہوا ہے کہ اوسنے (یعنے سلیمان نے) خداوند کی پوری پیروی اپنے باپ داؤد کی طرح نہ کی۔

دیکہئے ان مقامات مذکورہ بالا سے بخوبی معلوم ہوگیا کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے کوئی کام خلاف مرضی خداوند تعالی نہین کیا بلکہ وہی کام کرتے رہے جو خداوند کریم کے منظور نظر تہے اسی لئے آپ کے چال و چلن رویے اور طریقے کو بار بار خداوند کریم بطور نظیر حضرت سلیمان علیہ السلام کے پیش کرتا رہا۔ پس یہان سے صاف معلوم ہوگیا کہ حضرت داؤد علیہ السلام کے جتنے فعل و افعال تہے سب حسب مرضی خداوند تعالی ہی تہے اب یا تو یہہ مقامات مذکورہ

بالا حضرت داؤد علیہ السلام کے کسی خوشامدی نے پیچھے سے لاحق کر دئے ہین - تو اب تحریف مین کیا کلام ہی یا وہ قصہ کسی دشمن نے حضرت داؤد علیہ السلام پر تہمت لگانے کی غرض سے لکھہ رکھا ہے - علاوہ ازین اگر اس تہمت کو حضرت داؤد علیہ السلام کے حق مین مسلم رکہا جاوے اور ادھر یہ انکی تعریفین جو خداوند تعالی نے کتاب سلاطین اول کے مندرجہ بالا مقامات مین کی ہین بجا بھی جائین تو لازم آتا ہی کہ اس زمانہ کی زانی مستحق عذاب نہون کیونکہ اس زمانہ کے نبی یعنے داؤد علیہ السلام نے بھی خداوند تعالی کی مرضی سے زنا کیا - لیکن اگر خدا ایسے کام اپنے مرضی سے کرواتے ہین تو امی صاحبو ہم ایسے خدا کو خدا نہین کہتے - ہماری روایات سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ یہ قصہ مردود ہی چنانچہ ہمارے پیشوائے دین حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے کہ جو کوئی گمان کرے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے زوجۂ اوریاہ سے نکاح کیا ہے مین اسکو دو حد لگاؤنگا ایک حد تو داؤد علیہ السلام کی نبوت کے واسطے اور ایک حد اسکے اسلام کے واسطے اور ایک روایت مین یون آیا ہی کہ جو کوی روایت کرے داؤد علیہ السلام کی اس طرح سے جیسے کہ قصہ گو بیان کرتے ہین تو مین اسکو ایک سو ساٹھ دُرّے لگاؤنگا دیکہو تفسیر عمدۃ البیان جلد دوم صفحہ ۲۱۵ مطبوعہ مطبع یوسفی دہلی سنہ ۱۳۰۲ ہجری اور اسی طرح مشہور کتاب عقائد عظیم مولانا محمد رمضان صاحب مہی کے صفحہ ۷۵ سطر ۱۶ مین بھی یہی حد مارنا مسطور ہے -

قولہ مگر اسوقت ہم صرف ان آیتون کو ناظرین کے ملاحظہ کے لئے پیش کرتے ہین جن سے نبی اولوالعزم کی حالت جیسی قرآن مین پائی جاتی ہے ظاہر ہے - اول حضرت آدم کی بابت سورہ بقر کے ۴ رکوع مین لکھا ہی وَقُلْنَا یَا آدَمُ اسْکُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظَّالِمِيْنَ ۝ فَاَزَلَّهُمَا الشَّيْطَانُ عَنْهَا فَاَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيْهِ ۔ وَقُلْنَا اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ وَلَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ ۔ فَتَلَقّٰٓى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمَاتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۔ قُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِيْعًا فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ ترجمہ - یعنے اور کہا ہم نے ای آدم بس رہ تو اور تیری عورت جنت مین اور کہاؤ اس مین محفوظ ہو کر جس جگہہ چاہو اور نزدیک نہ جاؤ اس درخت کے پھر تم بے انصاف ہوگے - پھر ڈگایا ان کو شیطان نے اس سے - پھر نکالا ان کو وہان سے جس آرام مین تھے - اور کہا ہم نے تم سب اترو - تم ایک دوسرے کے دشمن ہو - اور تم کو زمین مین ٹھیرنا ہے اور کام چلانا ایک وقت تک - پھر سیکھہ لین آدم نے اپنے رب سے کئے باتین - پھر متوجہ ہوا اس پر - بر حق وہی ہے معاف کرنیوالا مہربان - ہم نے کہا تم اترو یہان سے سارے پھر کبھی پہنچے تم کو میرے طرف سے راہ کی خبر - تو جو کوئی چلا میرے بتانے پر نہ ڈر ہوگا ان کو اور نہ غم -

ایساہی سورۂ اعراف کے دوسرے رکوع مین اور سورۂ طٰہٰ کے، رکوع مین لکھاہی۔ ان آیتون کی تعلیم ایسی صاف ہی کہ لمبی تفسیر کرنے کی ضرورت نہین ان سے معلوم ہوا کہ اول آدم کے روبرو شیطان اللہ تعالی کا باغی اور نافرمان بردار ہوکر مردود ہوا۔ دوم یہہ کہ اللہ تعالی نے آدم کو سمجھا کر کہا کہ ای آدم یہہ دشمن ہے تیرا اور تیری جورو کا۔ سوم خدانے آدم کو سدا جینے کے درخت کے بابت فرمایا کہ پاس نہ جاؤ اس درخت کے پھر تم ہوگے گنہگار۔ چہارم شیطان نے فرشتہ ہونے یا ہمیشہ کی زندگی یا بادشاہی کا جو پرانی نہ ہو لالچ دلا کر انہین بہکا دیا کہ وے دونون اس ممنوعہ درخت مین سے کھاگئے۔ پنجم یہ کہ اسی وقت شرمندہ ہوکے بہشت کے پتون سے اپنے بدن کو ڈھانپا۔ پس اس حرکت سے معلوم ہوا کہ اونہون نے اپنے مین بدی اور ناپاکی کو دریافت کیا۔ ششم یہ کہ خدا نے اس حالت مین پاکران کو پکارا کہ مین نے منع نہ کیا تھا تم کو اس درخت سے اور کہا تھا کہ شیطان تمہارا دشمن صاف ہی۔ ہفتم کہ وے اپنے گناہ سے نہایت پشیمان ہوکر بولے کہ ای رب ہمارے ہم نے خراب کیا اپنے جان کو اور اگر نہ بخشے تو ہم کو اور ہم پر رحم نہ کرے تو ہم ہوجائین نامراد۔ ہشتم اللہ تعالی نے ان کو بہشت سے نکال دیا اور فرمایا کہ تم کو زمین مین ٹھیرنا ہے اور کام چلانا ایک وقت تک۔ نہم یہ کہ اللہ تعالی نے ان کی بری حالت پر رحم کرکے ان کو بخش دیا اور صراط مستقیم پر لایا۔ اس سے ناظرین پر صاف آشکارا ہی کہ بموجب تعلیم قرآن آدم صفی اللہ معصوم نہین ہے۔

جواب اول حضرت آدم علیہ السلام کی یہ خطا شرعی نہین ہے جسکے سبب سے حضرت آدم علیہ السلام کی معصومی مین خلل آئے اور عصمت قایم نہ رہے کیونکہ یہ خطا آدم علیہ السلام سے بھول کر ہوی ہے قصداً و ارادتاً نہین ہوی اور جو

۱؎ ویٰآدم اسکن انت وزوجک الجنة فکلا من حیث شئتما ولا تقربا ہٰذہ الشجرة فتکونا من الظالمین ۝ فوسوس لہما الشیطان لیبدی لہما ما وری عنہما من سوآتہما وقال ما نہاکما ربکما عن ہٰذہ الشجرة الا ان تکونا ملکین او تکونا من الخالدین ۝ وقاسمہما انی لکما لمن الناصحین ۝ فدلٰہما بغرور فلما ذاقا الشجرة بدت لہما سوآتہما وطفقا یخصفان علیہما من ورق الجنة ونادٰہما ربہما الم انہکما عن تلکما الشجرة واقل لکما ان الشیطان لکما عدو مبین ۝ قالا ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفر لنا وترحمنا لنکونن من الخاسرین ۝ ترجمہ اور ای آدم پس تو اور تیرا جورا جنت مین رہو پھر کھاؤ جہان سے چاہو اور پاس نہ جاؤ اس درخت کے پھر تم ظالمون مین سے ہوجاؤگے پھر بہکایا ان کو شیطان نے تو کہ ظاہر کردے ان پر ان کے پوشیدہ عیب۔ اور کہا تم کو تمہارے رب نے اس درخت سے منع نہین کیا مگر اسواسطے کہ فرشتہ بن جاؤ یا ہمیشہ جینے والے ہوجاؤ اور ان کے سامنے قسم کھائی کہ مین تمہین نصیحت کرنیوالا ہون۔ پھر انکو فریب سے ڈھلالیا۔ پھر جب انہون نے اس درخت سے چکھا ان کے عیب ان پر کھل گئے اور اپنے اوپر بہشت کے پتے جوڑنے لگے۔ پھر پکارا ان کو ان کے رب نے۔ مین نے تم کو اس درخت سے منع نہین کیا تھا اور کہدیا تھا کہ شیطان تمہارا صاف دشمن ہے۔ دونون نے کہا اے ہمارے رب ہم نے اپنی جانون پر ظلم کیا اور اگر تو نہ بخشے اور رحم نہ کرے تو ہم نامرادون مین ہونگے۔

۲؎ فوسوس الیہ الشیطان قال یآدم ہل ادلک علی شجرة الخلد وملک لا یبلی ۝ فاکلا منہا فبدت لہما سوآتہما وطفقا یخصفان علیہما من ورق الجنة وعصی آدم ربہ فغوی ۝ ثم اجتبٰہ ربہ فتاب علیہ وہدی ۝ ترجمہ پھر شیطان نے اسکے جی مین ڈالا کہا ای آدم مین تجھے سدا جینے کا درخت اور پرانی نہ ہونے والی بادشاہی بتاؤن۔ پھر دونون اس مین سے کھاگئے اور ظاہر ہوگئے ان کے عیب اور اپنے اوپر بہشت کے پتے جوڑنے لگے اور آدم نے اپنے رب کا حکم ٹالا پھر راہ سے بہکا پھر اس کو اس کے رب نے چن لیا اور اس پر متوجہ ہوا اور راہ پر لایا۔

کام سہواً اور بھول کر ہوجاے وہ گناہ شرعی نہین ہوسکتا بلکہ اسکو لغزش کہا جائیگا چنانچہ ہم تمہید مین پادری فنڈر صاحب کا یہ قول نقل کرچکے ہین کہ گناہ کا ظہور اور انجام تین شرطون پر منحصر ہے - پہلے یہ کہ شریعت مقرر ہو - دوم آدمی اسے جانے سوم وہ فاعل مختار ہو - ناظرین بالانصاف لفظ فعل مختار پر غور فرمائین کہ کیا سوتے ہوے انسان سے اگر کوئی خطا ہوجاے یا بھول کر اور سہواً کوئی حکم خداوندی ترک ہوجاے اور اس مین انسان کی فعل مختاری اور ارادہ معطل ہوجاے تو پھر وہ کام کیونکر گناہ شرعی ٹھیر سکتا ہی دیکھیے حالت روزہ مین کہانا پینا قطعاً منع ہے مگر سہواً اگر کچھ کہا پیا جاے تو روزہ نہین ٹوٹتا چنانچہ بخاری شریف و مسلم شریف مین حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ آنحضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کرتے ہین - قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مَنْ نَسِيَ وَهُوَ صَائِمٌ فَاَكَلَ اَوْشَرِبَ فَلْيُتِمَّ صَوْمَهٗ فَاِنَّمَا اَطْعَمَهُ اللهُ وَسَقَاهُ - متفق علیہ - یعنے فرمایا سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس نے روزے کی حالت مین بھولکر کہا پی لیا پس وہ روزے کو شام تک پورا ہی کرے اسکا کچھ بگڑا نہین) کیونکہ اللہ تعالی ہی نے اسکو کہلایا پلایا ہے اسنے کچھ اپنی طرف سے یہ جرأت نہین کی ہی متفق علیہ دیکھیے جب بھول کر اور سہواً کہانا پینا حالت روزہ مین مخل روزہ نہین بلکہ اُسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انعام خداوندی فرمایا تو حضرت آدم علیہ السلام کی خطا جو بالکل بھولکر اور سہواً ہوی ہے اور جسپر خود خداوند کریم اپنے کلام قدیم یعنے قرآن شریف سورۂ طٰہٰ رکوع ۷ مین شاہد ہے وَلَقَدْ عَهِدْنَا اِلٰى اٰدَمَ مِنْ قَبْلُ فَنَسِيَ - یعنے اور بیشک ہم نے آدم کے ساتھ اس سے پہلے عہد کیا تھا پھر وہ بہول گیا - دیکھیے یہ لفظ فَنَسِيَ حضرت آدم علیہ السلام کی بھول پر کیسی صاف صاف شہادت خداوندی سے موجود ہے اور بھول چوک کر کوئی خطا ہوجانا یہ طاقت انسانی سے باہر ہے اور جو کام طاقت انسانی سے باہر ہے اسکو انسان کے ذمہ اللہ تعالی نہین لگاتا چنانچہ قرآن کریم کی یہ تعلیم سورۂ بقر رکوع ۴۰ مین موجود ہے لَا يُكَلِّفُ اللهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا یعنے نہین تکلیف دیتا اللہ کسی شخص کو مگر اس کی طاقت کے موافق اور خطا بھول چوک کی معافی پر ہم کو خداوند کریم نے یہ دعا تعلیم فرمائی ہے رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَسِيْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا یعنے ای ہمارے مالک نہ پکڑ ہم کو ہماری بھول چوک پر سورۂ بقر رکوع ۴۰

جواب ثانی اصل مین اس خطا کے مرتکب حضرت آدم علیہ السلام نہین ہین - دیکھو پیدایش باب ۳ مین[1] صاف لکہا ہے کہ اول وہ منع کیا ہوا پھل حضرت حوا علیہ السلام نے شیطان کے ورغلانے سے توڑا اور خود ہی کہایا بعد حضرت آدم علیہ السلام کو دیا اور اسی بیان کے موافق پولس صاحب اپنے خط اول تمطاوس باب ۲ آیت ۱۴

[1] آیت ۴ تا ۶ - تب سانپ نے عورت سے کہا کہ تم ہرگز نہ مروگے بلکہ خدا جانتا ہی کہ جسدن اسے کہاؤگے تمہاری آنکھین کھل جائینگی اور تم خدا کی مانند نیک و بد کے جاننے والے ہوجاؤگے - اور عورت نے جون دیکھا کہ وہ درخت کہانے مین اچھا اور دیکھنے مین خوشنما اور عقل بخشنے مین خوب ہی تو اسکے پھل سے لیا اور کہایا اور اپنے خصم کو بھی دیا اور اُسنے کہایا -

ہیں فرماتے ہیں اور آدم نے فریب نہیں کہایا پر عورت نے فریب کہاکے گناہ میں پہنسی ۔ اور ایسے ہی خط دوم قرنتیون باب ۱۱ آیت ۳ میں ہے کہیں ایسا نہووے کہ جیسے سانپ نے اپنی دغابازی سے حوا کو بہکایا ویسے ہی تمہارے دل بہی اس صفائی سے جو مسیح میں ہے پہر کے خراب ہوجاویں ۔ اب ہوسکتا ہے کہ یہہ خطا حضرت آدم علیہ السلام سے اجتہادی ہوئی ہو کیونکہ حضرت آدم علیہ السلام کے خیال مبارک میں یہہ بات آئی ہو کہ مجہہ کو خداوند کریم نے درخت ممنوعہ کے نزدیک جانے سے منع کیا ہے نہ پہل کہانے سے اور میں تو درخت کے نزدیک گیا ہی نہیں اور یہہ اجتہادی خطا خلاف شرعی نہیں ہوسکتی پہر حضرت آدم علیہ السلام گنہ گار کیونکر ہوے ۔

اگر کوئی معترض یہ اعتراض پیش کرے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام نے گناہ شرعی کیا ہی نہیں پہر جنت سے کیوں نکالے گئے تو اسکا جواب یہہ ہے ۔ کہ حضرت آدم علیہ السلام کو خداوند کریم نے جنت میں کونسے اعمال حسنہ کے جزے داخل کیا ہر کوئی جانتا ہے کہ اسوقت کوئی شریعت الہی مقرر نہ تہی جسکے روسے وہ نیک اعمال کرتے ۔ پس جب دخول جنت بسبب اعمال کے نہیں تو خروج جنت بہی گناہ کے باعث نہیں ہوسکتا ۔ اور ہم کہتے ہیں کہ جنت سے اترنا حضرت آدم علیہ السلام کا صرف انتقال مکان تہا ۔ کیونکہ خداوند کریم کو منظور تہا کہ انکو پیغمبری کا منصب عطا فرماے ۔ اور پیغمبری نہیں ہوسکتی جب تک اولاد کا سلسلہ جاری نہو اسلئے حضرت آدم علیہ السلام زمین پر اُتارے گئے اور بقول مفسر صاحب معالم التنزیل کے جب انکی اولاد بیس ہزار کے قریب ہو گئی تو خلعت نبوت سے ممتاز فرمائے گئے چونکہ شرف نبوت خداوند کریم کے نزدیک ساری مخلوق کے اعلی مراتب میں سے افضل ترین ہے اسلئے حضرت آدم علیہ السلام کو یہہ شرف عطا فرمایا جانا خداوند کریم کی کمال مہربانی اور شفقت کی پختہ دلیل ہے اور اسی سے واضح ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کا جنت سے نکالا جانا باعث گناہ نہیں تہا بلکہ عین رحمت الہی تہی ۔

قولہ بموجب تعلیم اسلام کے بعد حضرت آدم کے حضرت نوح نبی اولوالعزم ٹہیرے ان کے حق میں قرآن میں صرف دو آیتیں ہماری نظر سے گذریں جو تحریر ہذا کے مضمون کے متعلق ہیں چنانچہ سورہ ہود کے ۴ رکوع میں لکہا ہے کہ

قَالَ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَسْئَلَكَ مَا لَيْسَ لِیْ بِهٖ عِلْمٌ وَاِلَّا تَغْفِرْ لِیْ وَتَرْحَمْنِیْ اَكُنْ مِّنَ الْخَاسِرِيْنَ ۔

ترجمہ یعنے بولا (نوح) اے رب میں تجہہ سے پناہ لیتا ہوں اس سے کہ تجہہ سے وہ چیز مانگوں جس کا مجہے علم نہیں اور اگر تو نہ بخشے مجہہ کو اور رحم نہ کرے تو میں ہوں زیان کاروں میں ۔

جواب حضرت نوح علیہ السلام کا اصل قصہ یوں ہے کہ طوفان آنے پر آپ کا ایک بیٹا کفار میں گیا جب تمام کفار غرق ہونے لگے تو انکو اپنا فرزند بہی ڈوبتا ہوا نظر آیا لیکن آپ کو اسکے کفر اور عقیدہ بد کی مطلق خبر نہ تہی جوش محبت پدری کے باعث آپ نے اپنے بیٹے کی نجات کے بارہ میں جناب احدیت میں سوال کیا جواب ملا کہ ای (نوح علیہ السلام) جس بات کا تجہہ کو علم ہی نہیں اس میں سوال کرنا کیا معنی اور بطور آداب سکہلانے

کے خداوند کریم حضرت نوح علیہ السلام کو پہلی آیت مین ارشاد فرماتا ہی اِنِّیٓ اَعِظُکَ تحقیق مین نصیحت کرتا ہون تجھے اور منع کئے دیتا ہون اَنۡ تَکُوۡنَ یہ کہ ہو تو مِنَ الۡجَاھِلِیۡنَ نادانون مین بسبب ناجائز سوال کرنے کے الخ۔ (تفسیر قادری جلد اول صفحہ ۴۶۴) دیکھئے حضرت نوح علیہ السلام کا یہ سوال کرنا اپنے بیٹے (جو منافق تھا) کی بابت صرف لاعلمی کے باعث تھا اور خداوند کریم نے حضرت نوح علیہ السلام کو ازراہ تادیب فرمادیا کہ ای نوح (علیہ السلام) آیندہ اس قسم کے سوال مت کرنا ورنہ بے موقع سوال کرنے سے انسان نادان شمار کیا جاتا ہے۔ کیا اس لاعلمی کے سوال پر بھی پادری صاحب حضرت نوح علیہ السلام کو گنہگار ہی کہینگے اور خداوعضب خدائے سخت گیر سے نہ ڈرینگے۔

ہای ای پادری صاحب یہ لاعلمی کی حالت مین سوال کرنا کون سے حکم خداوندی کے خلاف ہے جس کے سبب آپ اس امر کو گناہ مین داخل کرتے ہین اور نوح علیہ السلام کی صداقت اور پاکبازی پر تو خود خداوند کریم توریت مقدس مین شاہد ہے دیکھو کتاب پیدایش باب ۶ آیت ۹ مین لکھا ہے۔ نوح اپنے قرنون مین صادق اور کامل تھا اور نوح خدا کے ساتھ چلتا تھا۔ پھر کتاب ایضاً باب ۷۔ آیت اول مین موجود ہے۔ مین تجھی کو اپنے حضور مین اس زمانہ کے درمیان صادق دیکھا۔ دیکھئے پادری صاحب حضرت نوح علیہ السلام کی معصومی اور صداقت تو توریت سے بھی اظہر من الشمس ہے۔ کیا آپ کے نزدیک توریت قابل اعتبار نہین۔

قولہ پھر سورہ نوح کے ۲ رکوع مین لکھا ہے کہ رَبِّ اغۡفِرۡ لِیۡ وَلِوَالِدَیَّ وَلِمَنۡ دَخَلَ بَیۡتِیَ مُؤۡمِنًا وَّلِلۡمُؤۡمِنِیۡنَ وَالۡمُؤۡمِنٰتِ یعنے ای رب معاف کر مجھہ کو اور میرے ماباپ کو اور جو آوے میرے گھر مین ایماندار مردون اور عورتون کو۔ ان دو آیتون سے صاف ظاہر ہے کہ اول حضرت نوح اپنے ماباپ کو گنہ گار تصور کرکے ان کے لئے معافی مانگتے تھے اور دوم اپنے کو بھی جو گنہ گار کے نطفہ سے پیدا ہوے گنہ گار سمجھہ کر اللہ تعالیٰ سے مغفرت کے لئے ملتجی ہوے اور سوم اپنے گناہون سے یہان تک قائل ہین کہ نہایت عاجزی کے ساتھ منت کرتے ہین کہ اگر تو نہ بخشے مجھہ کو اور رحم نہ کرے تو مین ہون خرابی والون مین۔ پس معلوم ہوا کہ حضرت نوح نبی اللہ پر معصومیت صادق نہین ہوتی۔

جواب حضرت نوح علیہ السلام کا اپنے ماباپ اور اپنے حق مین دعاے مغفرت کرنا یہ کچھہ گنہ گاری پر دلیل نہین ہو سکتی کیونکہ خاصان خدا کا یہ طریق ہے کہ کل امرونہی خداوندی بے نقص ادا کرکے پھر بھی بطور کسر نفسی توبہ واستغفار کرتے ہین حضرت عیسے علیہ السلام کی تعلیم بھی یہی ہے۔ دیکھو انجیل لوقا باب ۱۷۔ آیت ۱۰ جہان لکھا ہے اسی طرح تم بھی جب سب کچھ جو تمہارے لئے فرمایا گیا کر چکو تو کہو کہ ہم نالایق بندے ہین کیونکہ جو ہم کو کرنا واجب تھا وہی کیا انتہی۔

دیکھئے پادری صاحب مقبولان خدا کی یہ تعریف ہے کہ کل احکام شریعت الٰہی کو پورے پورے بے عیب و قصور

اور اگر کے پھر بھی اپنے آپ کو نالایق بندے قرار دینا ان کی کمال فروتنی اور پورے پورے خدا کے بندے ہونے
کی دلیل ہے اگر پادری صاحب بزرگان دین کے ان الفاظ کو جو انہون نے بطور کسر نفسی اپنے آپ کو نالایق بندے
فرمایا ہے واقعی ان کو نالایق بندے تصور فرما کر اپنے جیسے نافرمان وگنہگار خیال کرین تو یہ پادری صاحب کی
زبردستی اور اپنے ہی خیال کی دھن ہے وہ تو خدا و خلق خدا کے نزدیک معصوم و بے گناہ ہی ہین۔

قولہ بعد حضرت نوح کے حضرت ابراہیم نبی الوالعزم کی قدر و منزلت منسوب کیجاتی ہے ان کے حق مین بھی قرآن کی دو
ہی آیتین حسب مضمون ہذا ہماری نظر سے گذرین چنانچہ ذیل مین درج کیجاتی ہین سورہ ابراہیم ۶ رکوع مین لکھا ہے
کہ رَبَّنَا اِنَّكَ تَعْلَمُ مَا نُخْفِيْ وَمَا نُعْلِنُ ۔ وَمَا يَخْفٰى عَلَى اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ اَلْحَمْدُ
لِلّٰهِ الَّذِيْ وَهَبَ لِيْ عَلَى الْكِبَرِ اِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ ۔ اِنَّ رَبِّيْ لَسَمِيْعُ الدُّعَاءِ رَبِّ اجْعَلْنِيْ مُقِيْمَ
الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَاءِ رَبَّنَا اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ
یعنے ای رب ہمارے تو تو جانتا ہے جو ہم چھپاوین اور جو کھولین اور چھپا نہین اللہ پر کچھ زمین مین نہ آسمان مین
شکر ہے اللہ کو جس نے بخشا مجھہ کو بڑی عمر مین اسماعیل اور اسحاق۔ بیشک میرا رب سنتا ہی پکار۔ ای رب میرے
کر مجھہ کو قایم رکھون نماز اور سے یعنے میری اولاد کو۔ ای رب میرے قبول کر میری دعا ای رب ہمارے بخش مجھہ کو
اور میرے ماباپ کو اور سب ایمان والون کو جسدن کھڑا ہووے حساب۔ اور سورہ ممتحنہ کے ایک رکوع مین
لکھا ہی کہ رَبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَاِلَيْكَ اَنَبْنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ۔ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا
وَاغْفِرْ لَنَا رَبَّنَا اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۔ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْهِمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُو اللّٰهَ
وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ ۔ یعنے ای رب ہمارے تجھپر بھروسا کیا ہمنے اور تیری طرف رجوع ہوے اور تیرے طرف ہی پھر آنا
ای رب ہمارے نہ جانچ ہمپر کافرون کو اور ہم کو معاف کر ای رب ہمارے تو ہی ہے زبردست حکمت والا
البتہ تم کو بھلی چال چلنی ہے ان کی جو کوئی امید رکھتا ہو اللہ کی اور پچھلے دن کی۔ جو کچھ ہم نے حضرت نوح کے
حق مین فقرات مذکورہ بالا مین لکھا ہے سو ہی حضرت ابراہیم کے حق مین عائد ہو سکتا ہے۔

جواب ہم بھی جواب کو طول دینا پسند نہین کرتے جو کچھ حضرت نوح علیہ السلام کی دعا و استغفار کے باب
مین لکھا گیا ہے وہی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حق مین بھی کافی و شافی جواب ہی بلکہ حضرت ابراہیم
علیہ السلام کی بابت کوئی قصہ بھی ایسا اور نہین جسکی تاویل کی ضرورت ہو۔

قولہ چوتھے نبی الوالعزم حضرت موسے گنے جاتے ہین ان کے حق مین قرآن کے دو مقامون مین سے اقتباس
کر کے ناظرین کے ملاحظے کے واسطے ذیل مین لکھتے ہین چنانچہ سورہ اعراف کے ۱۸ رکوع مین لکھا ہے کہ وَلَمَّا
رَجَعَ مُوْسٰى اِلٰى قَوْمِهٖ غَضْبَانَ اَسِفًا قَالَ بِئْسَمَا خَلَفْتُمُوْنِيْ مِنْ بَعْدِيْ اَعَجِلْتُمْ اَمْرَ

عیسائی صاحب کہاں سے لائین وہ تو خود ہی اہل اسلام کے مقروض ہین۔

چنانچہ یہہ امر بچہ بچہ جانتا ہے کہ اوّلًا از جانب فضیلت مآب امام فن مناظرہ اہل کتاب سید ناصر الدین ابو المنصور صاحب رد نصاری مین تین کتابین بوعدۂ انعام دو دو سو روپیہ چھپ چکی ہین (یعنے لحن داؤدی در جواب نغمۂ طنبوری۔ استیصال در جواب رسالۂ مسیح دجال۔ رفیقۃ الوداد در جواب نیاز نامہ) جب انکے جواب الجواب سے عیسائی صاحب قاصر ہوے تو ایک کتاب بنام دولت فاروقی دس ہزار روپیہ انعام کے وعدے پر چھاپ گئی۔ مگر کبہو تو کسی عیسائی صاحب نے قلم بھی اوٹھایا ہو۔ حالانکہ مہتمم اخبار نور افشان پادری ویری صاحب نے اپنے پرچے مطبوعہ ۱۸ مارچ ۱۸۸۵ء نمبر ۱ جلد ۳ صفحہ ۳ ۷ مین اس اشتہار انعام موعودہ کی عبارت بعینہٖ نقل کی ہی کہ مہدی حسن مالک مطبع مہدی حسن فرماتے ہین کہ اگر کوئی عیسائی جواب کتاب رفیقۃ الوداد جناب نیاز نامہ اور لحن داؤدی جواب نغمۂ طنبوری اور استیصال جواب مسیح الدجال تحریر کرے تو دو دو سو روپیہ فی کتاب انعام ملیگا جب یہہ دعوی انکو ہے تو نہایت شکر کا مقام ہے کہ تینون مصنف صاحب ابتک زندہ ہین یعنے پادری عماد الدین صاحب اور ماسٹر رامچندر صاحب اور پادری صفدر علی صاحب۔ لہذا نہایت ادب سے ان تینون مصنف عیسائی صاحبون کی خدمت مین التماس ہی کہ بیجا غرور کے توڑنے کے لئے ضرور انکا جواب عنایت فرمائین پر شرط یہہ ہے کہ اول ایک کمیٹی مقرر کیجائے جو یہہ رائے دیوے کہ کتابہاے مذکور کے جو جوابات اہل اسلام دئے ہین بیشک ایسے ہین جن سے نصاری مغلوب ہوگئے ہین اور پھر جو جوابات تحریر ہون ان کے حق یا غلط ہونے کا فیصلہ کرین اور کمیٹی کے یہہ ممبر ہونی چاہئین (۱) مہتمم نور افشان (۲) پادری رجب علی صاحب مہتمم وکیل ہندوستان (۳) مسٹر عبد اللہ آتھم صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر بہادر انبالہ۔ (۴) سید احمد خان صاحب (۵) مولوی غلام قادر صاحب سکنہ گجرات (۶) راے بہادر بہاری لعل صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر بہادر (۷) کنہیا لعل صاحب الکہ دھاری (۸) جناب سردار دیال سنگہ صاحب" انتہے۔

دیکھئے مہتمم نور افشان کا اسقدر کوشش کرنا اور اپنے عیسائی بھائیون خصوصًا پادری عماد الدین صاحب و پادری صفدر علی صاحب و ماسٹر رامچندر صاحب کو غیرت دلانا انھین نہایت ہی شرمندہ کرنا ہے مگر یہہ تینون حضرات ایسے چراغ گل کرکے غفلت کی نیند مین سوئے گویا گھر مین تیل ہی نہین اور پادری ویری صاحب کا شور وغل کرکے ان حضرات کو جگانا بالکل فضول اور نکما ٹھہرا۔

پس میرے پیارے عیسائی بھائیو اہل اسلام کی کئی اشتہاری کتابین آپ کی میزون پر دھری ہوی در نزات آپ کو شرمندہ کرتی ہین اور تم ان کے جواب نہین دیسکتے تو اس حالت مین ایسا اشتہار شایع کرنا اور اسمین ایک ہی شخص کو معین کرنا کہان تک مناسب اور حق پسندی کے قرین ہے مشتہر صاحب کیلئے مناسب تو یون ہی کہ اول ہمارے اہل اسلام کی اشتہاری کتب کا جواب دین اور اہل اسلام کے اس قرض کو ادا کرکے پھر اپنی طرف سے کسی اپنی کتاب پر اشتہار

رَبِّکُمْ وَاَلْقَی الْاَلْوَاحَ وَاَخَذَ بِرَاْسِ اَخِیْهِ یَجُرُّهٗۤ اِلَیْهِ قَالَ ابْنَ اُمَّ اِنَّ الْقَوْمَ اسْتَضْعَفُوْنِیْ وَكَادُوْا یَقْتُلُوْنَنِیْ فَلَا تُشْمِتْ بِیَ الْاَعْدَآءَ وَلَا تَجْعَلْنِیْ مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ. قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَلِاَخِیْ وَاَدْخِلْنَا فِیْ رَحْمَتِكَ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ. یعنے اور پھر آیا موسی اپنی قوم مین غصہ بھرا اور افسوس ناک بولا کیا بری نیابت کی تم نے میری بعد میرے کیون جلدی کی اپنے رب کے حکم سے اور ڈالین تختیان اور پکڑا سر اپنے بہائی کا لگا کہینچنے اپنے طرف وہ بولا کہ ای میری مان کے جنے لوگون نے مجھے بودہ سمجھا اور نزدیک تھے کہ مجھہ کو مار ڈالین. سو مت ہنسا مجھہ پر دشمنون کو اور نہ ملا مجھہ کو گنہ گار لوگون مین. بولا ای رب معاف کر مجھہ کو اور میرے بہائی کو اور ہم کو داخل کر اپنی رحمت مین اور تو ہے سب سے زیادہ رحم کرنیوالا.

اور پھر ۱۹ رکوع مین لکھا ہے کہ قَالَ رَبِّ لَوْ شِئْتَ اَهْلَكْتَهُمْ مِّنْ قَبْلُ وَاِیَّایَ اَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ السُّفَهَآءُ مِنَّا اِنْ هِیَ اِلَّا فِتْنَتُكَ تُضِلُّ بِهَا مَنْ تَشَآءُ وَتَهْدِیْ مَنْ تَشَآءُ اَنْتَ وَلِیُّنَا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَیْرُ الْغٰفِرِیْنَ وَاكْتُبْ لَنَا فِیْ هٰذِهِ الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ اِنَّا هُدْنَاۤ اِلَیْكَ. یعنے بولا ای رب اگر تو چاہتا پہلے ہی ہلاک کرتا ان کو اور مجھہ کو. کیا ہلاک کریگا ہم کو ایک کام پر جو کیا ہمارے احمقون نے یہ سب تیرا آزمانا ہے. بچلاوے اسین جسکو چاہے اور راہ دکہاوے جسکو چاہے تو ہے ہمارا تھامنے والا سو بخش ہم کو اور رہم کر ہم پر اور تو سب سے بہتر بخشنے والا. اور لکھہ دے ہمارے واسطے اس دنیا مین نیکی اور آخرت مین ہم رجوع ہوئے تیری طرف. اور پھر سورہ قصص کے ۲ رکوع مین لکھا ہی کہ وَدَخَلَ الْمَدِیْنَةَ عَلٰی حِیْنِ غَفْلَةٍ مِّنْ اَهْلِهَا فَوَجَدَ فِیْهَا رَجُلَیْنِ یَقْتَتِلٰنِ. هٰذَا مِنْ شِیْعَتِهٖ وَهٰذَا مِنْ عَدُوِّهٖ فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِیْ مِنْ شِیْعَتِهٖ عَلَی الَّذِیْ مِنْ عَدُوِّهٖ فَوَكَزَهٗ مُوْسٰی فَقَضٰی عَلَیْهِ قَالَ هٰذَا مِنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ اِنَّهٗ عَدُوٌّ مُّضِلٌّ مُّبِیْنٌ. قَالَ رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْ لِیْ فَغَفَرَ لَهٗ. اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ قَالَ رَبِّ بِمَاۤ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ فَلَنْ اَكُوْنَ ظَهِیْرًا لِّلْمُجْرِمِیْنَ. یعنے اور آیا شہر کے اندر جسوقت بے خبر سوتے تھے وہان کے لوگ پھر پائے اسین دو مرد لڑتے یہ اوس کے رفیقون مین اور یہ اسکے دشمنون مین. پھر فریاد کی اس پاس اس نے جو تھا اسکے رفیقون مین اس کی جو تھا اس کے دشمنون مین. پھر مکا مارا اسکو موسی نے پھر اسکو تمام کیا. بولے یہ ہوا شیطان کے کام سے. بیشک وہ دشمن ہے بہکانے والا صریح. بولا اے رب مین نے برا کیا اپنی جان کا سو بخش مجھہ کو پھر اسکو بخشدیا. بیشک وہی ہے بخشنے والا مہربان بولا ای رب جیسا تو نے فضل کیا مجھہ پر پھر مین کبھی نہ ہونگا مددگار گنہ گارون کا.

جواب پادری صاحب نے حضرت موسی علی نبینا وعلیہ السلام کے بارے مین قرآن شریف کے دو مقام نقل کیے ہین اول سورہ اعراف رکوع ۱۸ و ۱۹. دوم سورہ قصص رکوع ۲.

سورۂ اعراف کے ہر دو مقام مین قوم کی گوسالہ پرستی کا ذکر ہے۔ اب نہین معلوم کہ اس قدر گوسالہ پرستی مین حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ السلام کا کیا قصور ہے جس کی وجہ سے پادری صاحب ان کو گنہ گار ٹھہراتے ہین۔

ناظرین توریۃ و قرآن شریف پر یہ امر پوشیدہ نہین کہ بروقت گوسالہ پرستی جناب موسیٰ علی نبینا وعلیہ السلام کوہ طور پر تشریف لیگئے ہوے تھے۔ جب وہ کوہ طور سے تشریف لائے اور یہ بدترین فعل دیکھا تو فرمایا اَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ السُّفَهَاءُ مِنَّا ای خداوندکیا تو ہمین ہلاک کریگا اس کام کی وجہ سے جو ہمارے احمقون اور نادانون نے کیا ہے دیکھو سورۂ اعراف رکوع ۱۹۔ اور حضرت ہارون علیہ السلام نے قوم کو اس بدکام سے بہت کوشش کرکے منع کیا دیکھو سورہ طٰہٰ رکوع ۵ وَلَقَدْ قَالَ لَهُمْ هٰرُوْنُ مِنْ قَبْلُ يٰقَوْمِ اِنَّمَا فُتِنْتُمْ بِهٖ وَاِنَّ رَبَّكُمُ الرَّحْمٰنُ فَاتَّبِعُوْنِيْ وَاَطِيْعُوْٓا اَمْرِيْ اور ان کو ہارون نے پہلے سے کہا تہا ای قوم اور کچھ نہین تم کو اس بات پر بہکا دیا گیا ہے اور تمہارا رب رحمان ہے سو میری راہ چلو اور میری بات مانو۔ دیکھئے از روے قرآن شریف گوسالہ پرستی صرف قوم نے ازراہ جہالت کی تھی اور حضرت موسیٰ وہارون علیہ السلام بالکل اس ناپاک کام سے بری ہین۔ پھر گوسالہ پرستی کے قصہ مین حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ذکر کرکے بدنتیجہ نکالنا پادری صاحب ہی کی عقل کا حصہ ہے۔

باقی رہا قتل قبطی جس کی وجہ سے پادری صاحب خون ناحق کا الزام حضرت موسیٰ علیہ السلام پر لگاتے ہین سو یہ قتل کا واقعہ شریعت نازل ہونے سے پہلے ہوا جیسا کہ خروج باب ۲ و ۳ سے ظاہر ہے سو اس امر مین حضرت موسیٰ علیہ السلام گنہ گار ہو ہی نہین سکتے کیونکہ عیسائیون کے پیشوا حضرت پولوس صاحب اپنے خط رومیون باب ۴۔ آیت ۱۵ مین فرماتے ہین کہ جہان شریعت نہین وہان گناہ ہی نہین پھر خط مذکور باب ۵۔ آیت ۱۳ مین لکھتے ہین پر جہان شریعت نہین گناہ گنا نہین جاتا۔ اس کے علاوہ جسوقت قبطی مارا گیا ہے اسوقت حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون کے بیٹے کہلاتے تھے جیسا کہ خروج باب ۲۔ آیت ۱۰ مین ہے جب لڑکا بڑا ہوا وہ اُسے فرعون کی بیٹی کے پاس لائے اور وہ اسکا بیٹا ٹھیرا۔ اور انہون نے اس حالت مین بنی اسرائیل کے ایک فرد پر نہایت سخت ظلم ہوتے دیکھکر قبطی کو جو ظلم کررہا تھا بطور تنبیہ جس کا حق انہیں حاصل تھا۔ نہ بارادہ قتل مکّا مارا جس کی وجہ سے وہ مرگیا۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس خوف سے کہ چونکہ مقتول بادشاہ کا ہم قوم ہے اس کی رعایت کی وجہ سے مجھ پر سختی نہ کی جائے اسے ریت مین چھپا دیا۔ اور دوسرے دن اس بھید کے ظاہر ہو جانے پر وہان سے بھاگ گئے اس بیان سے ظاہر ہے کہ قتل ارادے سے نہین ہوا بلکہ ایک مظلوم کو ظالم کے ہاتھ سے رہائی دلانے کے واسطے جس سے یہ حق حاصل تھا ایسے طریق سے ہوا جس کا نتیجہ مارا جانا قرین قیاس نہ تہا۔ اور اسی واسطے یہ کام گناہ نہین ہوسکتا۔

قولہ اب ہم حضرت محمدؐ صاحب کی طرف جن کو اہل اسلام جیسے نبی اولوالعزم بلکہ خاتم النبیین وشفیع المذنبین سمجھتے ہین

ہین منسوبہ ہوتے ہین تاکہ ظاہر ہو کہ بموجب تعلیم قرآن وہ معصوم ہین کہ نہین چنانچہ سورہ توبہ کے ۷ رکوع مین لکھا ہی

عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ لِمَ اَذِنْتَ لَهُمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَتَعْلَمَ الْكَاذِبِيْنَ یعنے اللہ بخشے

تجھہ کو کیون رخصت دی تو نے ان کو جب تک معلوم ہوتے تجھہ کو جنہون نے سچ کہا اور جانتا تو جھوٹون کو۔ پھر سورہ

مومنون کے ۶ رکوع مین لکھا ہے فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ بِالْعَشِيِّ

وَالْاِبْكَارِ اِنَّ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰىهُمْ اِنْ فِيْ صُدُوْرِهِمْ اِلَّا كِبْرٌ مَّا

هُمْ بِبَالِغِيْهِ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ۔ یعنے تو ٹہرا رہ بیشک اللہ کا وعدہ ٹھیک ہی۔

اور بخشوا اپنا گناہ اور پاکی بول اپنے رب کی خوبیان شام کو اور صبح کو۔ جو لوگ جھگڑتے ہین اللہ کی باتون مین بغیر

کچھہ سند کے جو پہنچی ہو ان کو اور کچھہ نہین انکے جی مین غرور ہے کہ کبھی نہ پہنچینگے اس تک سو تو پناہ مانگ اللہ کی۔

بیشک وہی ہے سنتا دیکھتا۔ اور سورہ محمد کے ۲ رکوع مین لکھا ہی کہ فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ

وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ یعنے سو جان رکھہ کہ کسی کی بندگی نہین سوائے اللہ کے اور معافی مانگ اپنے گناہ کے

واسطے اور ایماندار مردون اور عورتون کے لئے۔ اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ

ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا۔ یعنے ہم نے فیصلہ کر دیا تیرے واسطے

صریح فیصلہ تا معاف کرے تجھہ کو اللہ جو آگے ہوئے تیرے گناہ اور جو پیچھے رہے اور پورا کرے تجھپر احسان اپنا اور چلاوے

تجھہ کو سیدھی راہ۔

جواب ان مغالطات پادری صاحب کے پانچ جواب ہین۔

اول گناہ اس فعل انسانی کا نام ہی جو قصداً و اراداتاً کسی حکم خداوندی کی مخالفت مین کیا جاوے دیکھو تمہید نمبر اول

اب ہم پادری صاحب کی خدمت مین عرض کرتے ہین کہ آپ قرآن شریف کے خاص متن اور ترجمہ تحت لفظی سے آنحضرت

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کوئی گناہ شرعی قصداً و اراداتاً کرنا ثابت کر دین جس طرح ہمنے حضرت یونس علیہ السلام

کے حالات کے جواب مین اعظم الحوارین جناب پطرس صاحب کی جھوٹی قسمین کہانی اور مسیح علیہ السلام کی رسالت

کا انکار کرنا خاص متن انجیل متی باب ۲۶ آیت ۷۲ و ۷۴ سے ثابت کر دیا ہے تو ہم پادری صاحب کو اور پادری

صاحب کے علاوہ پادری صاحب کے مذہبی بھائیون کو دو سو روپیہ انعام دینے کا وعدہ کرتے ہین اور راس انعام

سفری پر پادری صاحب اور پادری صاحب کے مذہبی بھائی جس طرح سے چاہین اپنا اطمینان و خاطر جمع کر لین

اور ہم دعوے سے کہتے ہین کہ ساری دنیا بھی آپس مین ایکا کرے تو بھی کوئی گناہ شرعی آنحضرت نبی کریم صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم کا از روے قرآن شریف ثابت نہو سکیگا۔

دوم یہ ہو سکتا ہے کہ آنحضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کوئی خطا ترک اولی یا سہواً یا بطور لغزش کے

جسکو مجازاً گناہ کہتے ہین قبل از نبوت یا بعد نبوت ہوگئی ہو گو یہہ خطا شرعی گناہ نہین اور نہ اسپر مواخذہ ہے اور نہ کچھہ مخل عصمت ہے پھر بھی چونکہ یہہ امر شفیع کی علو شان کے لایق نہین اسلئے خداوند کریم نے اپنے فضل و کرم سے ان خفیف خطاؤن کی بخشش طلب کرنے کو ان آیات شریفہ مین ارشاد فرمایا ہو۔

سوم عیسائیون کے عقیدے کے بموجب وہ فطرتی گناہ جس کی حقیقت ہم تمہید نمبر سوم مین بیان کر چکے ہین یہان مراد ہون کیونکہ اسمین تو کچھ شک ہی نہین کہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کوئی گناہ شرعی خاص قرآن شریف سے ہمارا کوی مخالف ثابت نہین کر سکتا یہان سوائے ترک اولی یا لغزش یا فطرتی گناہون کے اور کیا مراد ہو سکتے ہین اسلئے ہمارے تمام مفسرین کیا اہل شیعہ اور کیا اہل سنت والجماعت بالاتفاق اِن آیات مذکورہ بالا کی معنی یہی اقسام مذکورۂ بالا مراد لیتے ہین۔

چہارم تمام عرب اور خصوصاً خاندان قریش قبل از پیدایش آنحضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسقدر سخت مرض بت پرستی مین از سرتا پا اسیر تھے حتی کہ خانۂ کعبہ مین بھی تین سو ساٹھہ بت موجود تھے اور یہ خانۂ کعبہ آپکے اجداد کے تحویل مین ہمیشہ سے چلا آتا تھا جب یہہ بات معلوم ہو چکی تو کتاب خروج باب ۲۰ آیت ۵ مین اللہ تعالی فرماتا ہے کہ تو ان کے آگے یعنے بتون کے مت جھک اور نہ انکی عبادت کر کیونکہ مین خداوند تیرا خدا غیور خدا ہون اور باپ دادون کی بدکاریان ان کی اولاد پر جو مجھہ سے عداوت رکھتے ہین تیسری اور چوتھی پشت تک پہنچاتا ہون۔ دیکھئے بموجب حکم خداوند تعالی مندرجہ کتاب خروج ماں باپ کے گناہون کے بدلے اولاد چار پشت تک گنہگار ہو سکتی ہے اور جو خداوند تعالی اس حکم کا دینے والا ہے وہی خدا قرآن شریف کا نازل کرنے والا ہے اسلئے وہ خداوند کریم آنحضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مخاطب کرکے فرماتا ہے ای ہمارے حبیب اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا تحقیق فتح دی ہم نے تجھہ کو فتح ظاہر لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ تو کہ بخشے خدا تیرے پہلے گناہ (یعنے تیری پیدایش سے پہلے کے گناہ جو بموجب حکم توراۃ تیرے ماں باپ کی وجہ سے تیرے ذمے آئے تھے) وَمَا تَاَخَّرَ اور بعد تیرے انتقال کے (یعنے جو تیرے سلسلے مین ہوکر تیری اولاد کو بموجب حکم توراۃ پہنچنے والے تھے بخشے وہ گناہ بھی بطفیل تیری عزت و حرمت کے بخشے) وَيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ اور تو کہ تمام کرے اللہ تعالی اپنے فضل و کرم سے نعمت اپنی اوپر تیرے) پس جبکہ قرآن شریف مین بطفیل آنحضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس حکم توراۃ کی تکمیل پوری پوری اللہ پاک پروردگار نے کردی تو اب تمام امت کی گردن کو اس حکم توراۃ سے آزاد کرنے کے واسطے خداوند تعالی سورۂ بنی اسرائیل کے رکوع ۲ مین فرماتا ہے وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى یعنے نہین اٹھاتا بوجھ ایک دوسرے کا کوئی دوسرا۔ انتہی۔ سبحان اللہ قربان جاے ایسے رسول پاک کے

جسکے طفیل عام امت کی گردن سے حکم تورات کا بوجھ اُتار گیا اور یہہ خوش خبری دی گئی کہ اب تم اپنے اجداد کے گناہون کی خاطر گناہ گار نہ ہوگے صرف اپنے ہی کئے کے ذمہ دار ہو۔

پنجم لغت مین توبہ رجوع کرنے کو کہتے ہین۔ پس اس توبہ کے چند اقسام ہین۔ ایک توبہ گناہ سے ہوتی ہے کہ گناہ کیسے نیکی کی طرف رجوع کیا اور یہ عام کی توبہ ہے۔ اور دوسری توبہ غفلت سے ہوتی ہے کہ غفلت چھوڑ کر یاد الٰہی کی طرف رجوع کیا۔ اور یہ خاص بندون کی توبہ ہے اور اس کو اَوْبَہ بھی کہتے ہین۔ اور تیسری توبہ ہے غیر اللہ کی طرف خیال اور التفات کرنے سے اور یہ اخص الخواص عارفون اور انبیاؤن کی توبہ و استغفار ہے پس یہ جو مسلم نے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میرے دل مین غین یعنے کچھ کدورت آجاتی ہے تو اس سے دن بھر مین اللہ سے سو بار بخشش مانگتا ہون انتہیٰ۔ سو اس توبہ اور استغفار آیات مندرجہ بالا سے بھی اخیر قسم کی توبہ مراد ہے کہ خیالات بشریہ سے توبہ و استغفار کیا کرتے تھے کس لئے کہ بالاتفاق آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کبیرہ اور صغیرہ سے قبل و بعد از نبوت پاک تھے اور کبھی کوئی گناہ حضرت سے سرزد نہین ہوا۔ اللہ نے آپ کو معصوم رکھا اور یہ غین آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے گناہ اسلئے قرار دیا گیا کہ آپ کی علوشان کے برخلاف تھا سو اوسکو اللہ تبارک و تعالی نے معاف کر دیا اور آیندہ جو بتقاضائے بشریت کبھی ہوجاوے تو وہ بھی معاف فرمایا اس سے معلوم ہوا کہ قرآن پاک مین گناہ سے مراد کبائر صغائر نہین۔ جیساکہ نصاری خصوصاً پادری صاحب یہہ مراد لیتے ہین اور آپ کو گنہگار قرار دیکر قابل شفاعت نہین سمجھتے۔ کیونکہ اگر گناہ سے کبائر و صغائر مراد ہون تو گویا اللہ تعالی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آیندہ گناہ کرنے کی اجازت دیتا ہے سو یہ امر رسالت کے بالکل خلاف ہے اور اس سے خدا کا حضور علیہ السلام کو نبوت عطا فرمانا ایک عبث کام بن جاتا ہے کیونکہ اسکو بھیجا تو خلق کی ہدایت کے لئے اور ساتھ ہی اسے گناہ کرنے پر آمادہ کرکے لوگون کو اس کی پیروی کا حکم دیکر گمراہی کا مرتکب بنا دیا۔ وَتَعَالَى اللّٰهُ عَنْ ذٰلِكَ عُلُوًّا كَبِيْرًا اور اگر علی سبیل فرض و المحال ان مخالفون کی بات کو تسلیم بھی کرلیوین تب بھی سرور کائنات اور کسی اور نبی مین کچھ عیب و نقص نہین رہتا کیونکہ اللہ پاک نے جب بندے کو معاف کر دیا۔ صاف ہوگیا پھر وہ اور کی شفاعت کرے تو کیا محال ہے۔ ہان معاف نہ کیا جاوے اور مجرم ہی رہے البتہ اس سے غیر کی شفاعت عقل کے نزدیک غیر مسلم ہے۔ لیکن یہان تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کوئی گناہ ہی نہین ہوا جیساکہ صدر مین بہ ثبوت کامل بیان کیا گیا۔

علاوہ ازین خود ہمارے مولی سید الرسل حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہین کہ مین نے کبھی کوئی ان کامون مین سے جو جاہلیت والے کرتے تھے نہ چاہا کہ مین بھی کرون مگر دو وقت اور ان

دونوں وقت مین لطف الٰہی نے مجھے وہ کام کرنے نہ دیا اور اللہ تعالیٰ کا تھامنا اور نگاہ رکھنا میرے اور اس کام کے بیچ مین حائل اور مانع ہوا اور وہ دو کام یہ تھے کہ ایک دن قریش کے ایک نوجوان کو جو مکے کے باہر میرے ساتھ بکریان اور بھیڑیان چراتا تھا مینے کہا میری بکریون اور بھیڑیون کی خبرداری کرتا کہ مین مکے مین جاکر وہ کہانیان سنون جو نوجوان بیان کیا کرتے ہین۔ جب مین اس عزم سے شہر مین داخل ہوا تو پہلے ہی گھر مین سے جو میرے سر راہ تھا گانے بجانے کی آواز سنی اور پوچھا کہ یہان کیا ہے بولے کہ آج فلان شخص کی فلانی عورت سے شادی ہوتی ہے یہ سنکر مین گیا اور چاہا کہ بیٹھکر تماشہ دیکھون۔ بیٹھتے ہی اللہ تعالیٰ نے مجھپر نیند ایسی غالب کردی کہ دن نکلنے تک نہ جاگا۔ جب آنکھ کھلی تو وہ مجلس برخاست ہوچکی تھی۔ اسی طرح دوسری دفعہ پھر قصد کیا تو بہی میرے اور باجے گاجے کھیل تماشے اور قصے سننے کے درمیان نیند حائل ہوگئی اور خدا تعالیٰ کے تھامنے اور نگاہ رکھنے کے سبب سے مین بچ رہا۔ پھر اس سے کبھی میرے خیال مین نہ گذرا یہان تک کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے اپنی رسالت اور پیغمبری سے سرفراز فرمایا اور اس پاکی و پرہیزگاری کو دوچند کیا انتہیٰ۔ (از تفسیر عزیزی مطبوعہ مطبع چشمۂ فیض لکھنؤ ۱۲۹۷ھ ہجری) دیکھئے کہ جس حال مین انبیاء پاک علیہم السلام کی ہر وقت اور ہر آن خداوند کریم اپنے فضل و کرم سے نگہبانی و دستگیری ذری ذری بات کھیل تماشا وغیرہ مین فرماتا رہا تو کیا شرعی گناہ انبیاء علیہم السلام سے ہوسکتے ہین۔ ہرگز نہین

قولہ واضح رہے کہ بعض مفسرین کہتے ہین کہ حالت[^1] وحی مین بھی گناہ ہوتے رہے چنانچہ آیت مذکورۂ بالا مین اسکے گناہ سے جو آگے ہوے مراد ہے وہ عشق حرام جو محمدؐ صاحب نے مریم نامی مصری لونڈی کے ساتھ کیا اور ان گناہون سے جو پیچھے رہے مراد ہے زید اپنے لے پالک بیٹے کی جورو کا چھین لینا دیکھو سورۂ احزاب رکوع پانچ +

جواب پادری صاحب کا یہ کہنا کہ وہ عشق حرام جو محمدؐ صاحب نے مریم نامی مصری لونڈی سے کیا ہے اور خوبی ذہن سے اونکو مفسرین کے سر تھوپنا پادری صاحب کا محض بہتان ہے طالبان حق پر پوشیدہ نہ رہے کہ یہہ قصہ افترائے محض ہے۔ روایات صحیحہ مین کہین پتا نہین پادری صاحب سے کوئی یہہ پوچھے کہ ماریہ قبطی کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا برتاؤ کیا۔ اگر پادری صاحب بیان کرین کہ حضرت نے قسم کہائی تہی کہ ماریہ سے صحبت نہ کرونگا پھر اوسکو جائز کرلیا جیسا کہ پادری عمادالدین صاحب کتاب تحقیق الایمان مین لکھتے ہین۔ سو یہ روایت ہرگز قابل اعتبار نہین۔ چنانچہ سورۂ تحریم کا نزول آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا اپنے نفس پر شہد کو حرام کرنے سے ہوا ہے چنانچہ ایسا ہی حدیث صحیح مین آیا ہے اور ہمارے یہان کی مستند

[^1]: یعنے پیغمبر ہوجانے کی حالت مین ۱۲

کتاب صحیح بخاری مین لکھا ہے۔ علاوہ ازین لونڈی کے ساتھ صحبت کرنا نہ شریعت موسوی مین گناہ ہے۔ نہ شریعت محمدی مین۔ پھر اس فعل کا گناہ ہونا پادری صاحب کہان سے ثابت کرتے ہین۔ اگر پادری صاحب اپنے گمان مین اس کو برا سمجھکر گناہ کہتے ہین تو اسکا جواب یہ ہے کہ جن کے نزدیک شراب وسور حرام ہے وہ کہہ سکتے ہین کہ جو شراب پئے وہ بڑا گنہ گار ہے مثلاً حضرت مسیح نے شراب خواری کی ہے تو مطابق اس اعتقاد کے وہ گنہ گار تھے۔ لیکن درحقیقت یہ بات درست نہین ہے۔ پس پادری صاحب کا یہ الزام لگانا بیگناہ کو ملزم بنانے کے سبب خود ان کا گناہ ہے نہ حضور علیہ السلام کا۔

زید کی جورو یعنے حضرت زینب کا قصہ بھی کسی ملحد نے گھڑا ہے ہمارے علماء محققین نے اس کا خوب رد کیا ہے چند علما کا نام معہ حوالہ کتاب یہان لکھتا ہون۔ (۱) علامہ تورپشتی اپنی کتاب المعتمد فی المعتقد مین لکھتے ہین کہ آنچہ یاد کردہ اند کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم را بر زینب نظرے افتاد و علاقۂ ورو ے پیدا شد دروغ محض و بہتان صریح است وہرگز ناقلے کہ بنقل وے کم وبیش اعتقادے باشد یارا دے کہ بروایت وے اعتمادی توان کرد یاد نہ کردہ است۔ اسکے بعد وہ قصۂ صحیح نقل کرکے لکھا ہے وآنچہ وضاعان وبدبینان در زبان مردم افگندہ اند کہ نظر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بروے افتاد وگفت۔ سبحان اللہ مقلب القلوب شعبۂ ایست از انچہ منافقان گفتہ اند وہیچ ناقلے کہ بعقل وے اعتمادی باشد آن را یاد نکردہ۔ انتہیٰ دیکھئے علامہ موصوف نے کس قدر اس قصہ کو بے اصل بیان کیا اور اسے دروغ محض اور بہتان صریح بتایا۔ اسی طرح بہت سے علمانے اس قصہ کا بے اصل اور دروغ محض ہونا بیان کیا ہے۔ مثلاً (۲) امام زاہدی نے تفسیر زاہدی مین (۳) صاحب کمالین نے اپنی تفسیر مین (۴) ملا جیون نے تفسیر احمدی مین (۵) شیخ سلیمان نے تفسیر فتوحات الٰہیہ مین (۶) قاضی عیاض نے اپنی کتاب شفامین (۷) خفاجی نے نسیم الریاض مین (۸) شیخ عبدالحق نے مدارج النبوت مین (۹) سید جمال الدین نے روضۃ الاحباب مین (۱۰) سید شریف نے اپنی کتاب مواقف مین۔ وغیرہم۔

اسی طرح علماے اہل شیعہ نے بھی اس قصہ واہی کی تکذیب کی ہے چنانچہ (اول) میر فتح اللہ شیرازی نے منہج الصادقین مین (دوم) علامہ مجلسی نے حیات القلوب مین (سوم) سید مرتضیٰ نے تنزیہہ الانبیا مین۔ (چہارم) علامہ طبرسی نے تفسیر مجمع البیان مین۔ (پنجم) ملا احمد نے سیف الدہرین وغیرہم۔

اور خوبی تو یہ ہے کہ بعض محقق عیسائیون نے بھی اس قصہ کو منافقون اور یہودیون کا گھڑا ہوا بتایا ہی چنانچہ سیل صاحب مترجم قرآن سورہ احزاب کے حاشیہ پر لکھتے ہین کہ منافقون اور یہودیون نے اس قصہ کو بڑھایا ہے۔

اس قصہ واہی کے جواب مین راقم الحروف نے ایک مختصر سا رسالہ لکھا ہے جو عنقریب شایع ہوکر ناظرین کی نظر مبارک سے گزریگا اس جگہہ طوالت کے اندیشے سے مختصر لکھا گیا۔ اور صفحہ ۳۶ مین جو پادری صاحب نے مسیح علیہ السلام کی معصومی اور ان کے کفارے کا ذکر کیا ہے اسکا جواب انشاء اللہ تعالی فصل ششم اور خاتمہ مین لکھا جاویگا۔ ومن اللہ التوفیق

فصل دوم عصمت انبیا از کلام اللہ

اگرچہ عصمت انبیا علیہم السلام ایک ایسا ظاہر اور بدیہی امر ہے کہ کوئی عاقل اس سے انکار نہین کر سکتا۔ تاہم اس فصل مین چند دلیلین دربارۂ عصمت انبیا قرآن کریم سے بیان کی جاتی ہین۔

دلیل اول کل اہل کتاب کیا یہود اور کیا نصاریٰ اور کیا اہل اسلام اس بات پر متفق ہین کہ جو گناہ اور نافرمانیان بندون سے ہوتی ہین وہ اغوائے شیطان سے ہوتی ہین۔ قرآن شریف سورۂ عنکبوت رکوع ۴ مین اللہ تعالی فرماتا ہے کہ وَزَیَّنَ لَھُمُ الشَّیْطَانُ اَعْمَالَھُمْ فَصَدَّھُمْ عَنِ السَّبِیْلِ وَکَانُوْا مُسْتَبْصِرِیْنَ ط اور آراستہ کر دئیے ہین ان کے واسطے شیطان نے ان کے اعمال تو باز رکھا انہین راہ راست سے اور تھے سب کچھ دیکھنے والے پھر دوسری جگہہ سورۂ یٰسین رکوع ۴ مین فرمایا ہے وَلَقَدْ اَضَلَّ مِنْکُمْ جِبِلًّا کَثِیْرًا ترجمہ تحقیق گمراہ کیا شیطان نے تم مین سے بہت خلقت کو۔ پھر انجیل لوقا ۲۲ باب آیت ۳ مین ہے۔ تب شیطان یہوداہ مین جو اسکریوطی کہلاتا اور بارہون کی گنتی مین تھا سمایا اس نے جاکر کے سردار کاہنون اور سپاہیون کے سردار سے صلاح کی کہ اس کو (یعنے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو) کس طرح انکے حوالے کرے۔ پھر ۲ طمطاؤس ۲ باب آیت ۲۶۔ اور وے جنھین شیطان نے جیتا شکار کیا ہے بیدار ہوکر اسکے پھندے سے چھوٹین اور ۱ پطرس ۵ باب آیت ۸۔ ہوشیار اور بیدار رہو کیونکہ تمھارا مخالف گرجنے والا شیر ببر کی مانند ڈھونڈھتا پھرتا ہے کہ کسکو پھاڑ کھاوے دیکھئے ان آیات قرآنی اور بائبل سے بخوبی معلوم ہوگیا کہ جو گناہ اور نافرمانیان بنی آدم سے دیدہ و دانستہ ہوتی ہین وہ شیطان کے بہکانے اور ورغلانے سے ہوتی ہین۔ مگر کلام سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ جل شانہ اپنے مخلص بندون کو شیطان کے ورغلانے اور بہکانے سے بچائے رکھتا ہے چنانچہ سورۂ بنی اسرائیل رکوع ۷ مین ہے۔ اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْھِمْ سُلْطٰنٌ۔ یعنے ای شیطان میرے خالص بندون پر تیرا زور نہین چلیگا یعنے تو ہرگز ان کو بہکا نہین سکتا۔ سورۃ الحجر رکوع ۳ مین شیطان اقرار کرتا ہے کہ مین تیرے مخلص بندون کو گمراہ نہین کر سکتا وہ آیت یہ ہے۔ قَالَ رَبِّ بِمَآ اَغْوَیْتَنِیْ لَاُزَیِّنَنَّ لَھُمْ فِی الْاَرْضِ وَلَاُغْوِیَنَّھُمْ اَجْمَعِیْنَ اِلَّا عِبَادَکَ مِنْھُمُ الْمُخْلَصِیْنَ۔ (یعنے کہا شیطان نے) ای میرے رب مجھ کو تو نے جو آدم کے باعث مردود کر دیا ہے البتہ مین بھی اسکی اولاد کو مکر و فریب دھوکھا وسوسہ مین پھنسا کر سب کو

گمراہ کرونگا راہ راست سے دور کرونگا۔ مگر تیرے مخلص بندون کو نہین۔ پھر سورہ ص رکوع ۵ مین مذکور ہے قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ۔ یعنے کہا ابلیس نے مجھے قسم ہے تیری عظیم الشان ذات کی مین بھی ضرور گمراہ کرونگا صراط مستقیم سے بنی آدم کو لیکن تیرے خاص بندون سے مجھے ہار ہے ان پر بس نہین چلیگا وہ گمراہ نہ ہونگے۔

ان آیات شریفہ سے بخوبی معلوم ہوگیا کہ شیطان مخلص اور برگزیدہ بندون کو گمراہ نہین کرسکتا اگر مخلصون سے عام متقی اور پرہیزگار لوگ مراد لئے جائین تو انبیا علیہم السلام کا اغوائے شیطانی سے بچنا بدرجہ اولی ثابت ہوا کیونکہ انبیا علیہم السلام جو افضل المسلمین واخلص المومنین ہین وہ شیطان کے اغوا و فریب مین دیدہ و دانستہ کیونکر آسکتے ہین۔

پہلے بیان ہوچکا کہ گناہ اور نافرمانیان ہر دو اغوائے شیطان سے ہوتی ہین اور اغوائے شیطان بحق انبیأ علیہم السلام از روے قرآن شریف ثابت نہین جیسا کہ ابھی اوپر بیان کیا گیا تو دیدہ و دانستہ انبیا علیہم السلام سے گناہ و نافرمانیون کا ہونا غیر ممکن ہوا جس سے انکی عصمت خود بخود ثابت ہے۔

دلیل دوم۔ مکلفین دو قسم پر ہوتے ہین۔ ایک نیکوکار متقی و پرہیزگار گناہون سے دور رہنے والے جن کو ہم اہل اسلام معصوم اور محفوظ کہتے ہین۔ دوم گنہ گار و بدکار جو قصداً و ارادۃً دن رات خدا کی نافرمانیا اور بدیان کرتے ہین ان کو ہم اہل اسلام فساق و فجار اور اشرار کہتے ہین۔ خداوند کریم اپنے کلام قدیم یعنے قرآن عظیم مین برے اور شریر لوگون سے علحدہ کرکے اپنے انبیائے پاک کی تعریف خود ہی کرتا ہے دیکھو سورہ انبیا رکوع ۶ جس مین چند انبیاء علیہم السلام کے اسماء شمار کرکے فرماتا ہے إِنَّهُمْ كَانُوا يُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ وَيَدْعُونَنَا رَغَبًا وَرَهَبًا وَكَانُوا لَنَا خَاشِعِينَ۔ تحقیق وہ (یعنے جمیع انبیأ علیہم السلام) جلدی کرتے تھے کل نیکیون مین اور پکارتے تھے ہم کو رغبت اور ڈر سے اور ہمارے لئے عاجزی کرنے والے تھے۔ دیکھیے لفظ خیرات کا معرّف کرنا دلالت کرتا ہے تمام نیکیون پر اور تمام نیکیان ترک گناہ سے حاصل ہوتی ہین اور بکلی تمام گناہون سے پاک ہونے ہی کو معصومی کہتے ہین اور پھر اپنے انبیاے پاک علیہم السلام کی صفت مین پاک پروردگار سورہ ص رکوع ۴ مین فرماتا ہے۔ وَإِنَّهُمْ عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَيْنَ الْأَخْيَارِ ط۔ یعنے اور نبی میرے بندون برگزیدہ اور اخیار سے ہین لفظ مصطفین اور اخیار عدم صدور گناہ پر دال ہین پس ثابت ہوا کہ نبی معصوم ہین۔

دلیل سوم اگر انبیاء علیہم السلام معاذ اللہ گنہ گار ہون تو ان کی بات پایۂ اعتبار سے ساقط ہونی چاہیے کیونکہ گناہ عام ہے اور اس مین جھوٹ اور فریب بھی داخل ہے اسلئے گنہگار کی کلام پر اعتبار نہین ہوسکتا ہے

اور قرآن کریم سورہ آل عمران رکوع ۴ مین اللہ تعالی فرماتا ہی قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ ترجمہ کہدے ای (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اگر تم دوست رکھتے ہو اللہ کو تو میرا اتباع کرو اللہ تم کو دوست رکھیگا پھر دوسری جگہ سورہ احزاب رکوع ۳ مین فرماتا ہی لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ یعنے بیشک تمہارے لئے اچھی پیروی ہی رسول کے کام مین۔ پھر اللہ تعالی سورہ نساء رکوع ۸ مین فرماتا ہے يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ یعنے ای ایمان والو فرمان برداری کرو اللہ کی اور کہا مانو اس کے رسول کا۔ دیکھیئے ان آیات شریفہ مین اللہ تبارک وتعالی اپنی تابعداری کے ساتھ پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام کی تابعداری کو شامل کرکے ایمان والون کو خطاب فرماتا ہے یعنے اپنے رسول کی مطلق فرمان برداری کا ارشاد فرماتا ہے یہ نہین فرمایا کہ ہمارے رسول کے کچھ حکم مانو اور کچھ نہ مانو کیونکہ اگر اپنے رسول کی مطلق فرمانبرداری کروانی منظور نہ ہوتی تو اللہ تعالی اپنی تابعداری کے ساتھ رسول کی تابعداری کو شامل نہ کرتا اور تابعداری عام ہی خواہ قولی ہو خواہ فعلی اور اس مین کچھ شک نہین رسول کے قول اور فعل کی تابعداری جب ہوسکتی ہے اگر وہ معصوم ہو کیونکہ اللہ تعالی سورہ حجرات رکوع اول مین فرماتا ہی يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَاۗءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا۔ ای ایمان والو اگر آوے تمہارے پاس کوئی فاسق خبر لیکر تو تم اسے تحقیق کرلو۔ اب جاے غور ہے کہ جب فاسق یعنے گنہگار کی بات پر ہم کو خداوند تعالی نے حکم تحقیق کا فرمایا تو تحقیق بدون احتمال کے نہین ہوتی اور جہان احتمال ہوگا وہان مطلق تابعداری غیر ممکن ہے اور اللہ جل شانہ نے اپنی کلام پاک مین اپنے حبیب حضرت محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مطلق تابعداری بلا تحقیق کے فرمایا ہے جیسا کہ ابھی اوپر ذکر ہوچکا ہے اور اس سے آپکی معصومی اور پاک طینتی بدلائل مذکورہ بالا اظہر من الشمس ہوگئی۔

دلیل چہارم دلائل مذکورہ بالا سے ازروے قرآن شریف عصمت انبیاے پاک اور خصوصاً آنحضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بخوبی ثابت ہوچکی تو اب ہم آنحضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شفیع المذنبین ہونا قرآن کریم سے بیان کرتے ہین تاکہ ہمارے ناظرین رسالہ ہذا پر بخوبی روشن ہوجاے کہ پادری صاحب نے ازراہ دہوکہ دہی یا بسبب اپنی کم فہمی یا لاعلمی کے ازروے قرآن شریف انبیاے پاک علیہم السلام کو گنہگار ثابت کرنا چاہا تھا خصوصاً ہمارے حضرت مصطفے امام الرسل شفیع الوری نبی آخرالزمان پر تو ادہار کہاے بیٹھے ہین لیکن پادری صاحب کا یہ خیال خام بالکل غلط ثابت ہوا کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا منصب شفاعت پر ممتاز ہونا آپ کی عصمت اور پاک بازی پر صریح دلیل کامل ہے اور بہت سی آیات قرآن شریف اس بات پر نص قطعی ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دنیا اور آخرت مین گنہگارون کی شفاعت کے واسطے حکم ہوا ہے۔

دنیا مین بے ایک خاص معاملون مین بلکہ عموماً بھی حکم ہوا ہے کہ تم گنہگارون کے واسطے سفارش کرو خدا بخشدیگا جیسا کہ سورہ نساء رکوع ۹ مین ہے۔ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَاۗءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ

عام دین نہ کہ خاص۔ پھر دیکھیں کہ اہل اسلام کو کتنی ڈگریان دینی پڑتی ہین اگر کسی عیسائی کو شک ہو تو دو ایک کتابین یا رسالے اسلام کے مقابلے مین لکھہ کر بوعدہ انعام عام اشتہار دے پھر بخوبی تجربہ ہو جائیگا۔ اب ہم اپنا اصل مطلب شروع کرتے ہین اور ہم اپنے مطالب کو چھہ فصلون مین بیان کرینگے۔ وہو ہذا۔

فصل اول - جو آیات شریف مصنف رسالہ نبی معصوم نے (اپنی غلط فہمی سے اپنے دعوے کے ثبوت مین) انبیا علیہم السلام کے گنہگار رہونے پر قرآن شریف سے بیان کی ہین ان سے ہرگز انبیا علیہم السلام کا گنہگار رہونا ثابت نہین ہوتا۔ **فصل دوم** عصمت انبیا علیہم السلام کا ثبوت از روے قرآن شریف۔ **فصل سوم** عصمت انبیا علیہم السلام کا ثبوت از روے بائبل۔ **فصل چہارم** بائبل کی وہ آیات جن سے معاذ اللہ انبیا علیہم السلام کا گنہگار ہونا ثابت ہوتا ہے سو ان کی ردمین دو دلیلین۔ **دلیل اول** بائبل مین تحریف کامل ہوگئی ہے۔ **دلیل دوم** بائبل مین انبیا علیہم السلام کو پاک یعنے معصوم لکھا ہے۔ **فصل پنجم** اس بیان مین کہ دلائل عقلیہ سے ثابت ہوتا ہی کہ انبیا علیہم السلام بیشک معصوم ہین۔ **فصل ششم** از روے اناجیل مسیح مصلوبی کا گنہگار رہونا۔

اب ان متذکرہ فصلون کو نمبروار شروع کیا جاتا ہے اور اس رسالے کا نام **تقدیس الانبیا** رکھا جاتا ہی اور خداوند کریم سے دعا ہے کہ وہ غفار وستار اس پاک نام کے وسیلے میری ظاہری اور باطنی خطاؤن کو بخشے اور اس رسالے کی تالیف کو میری نجات کا وسیلہ ٹھہراوے۔ آمین ثم آمین۔

دلائل مذکورہ کے بیان کرنے سے پہلے ایک تمہید کا بیان کرنا ضروری امر ہے تا کہ ناظرین رسالہ ہذا کو بخوبی معلوم ہو جائے کہ گناہ کیا شی ہے۔

تمہید

اس تمہید مین ہم تین امر مندرجہ ذیل بیان کرینگے۔ **امر اول** گناہ کی حقیقت اور اسکی پہچان **امر دوم** گناہ کا علاقہ انسان کے وجود کے ساتھہ بطور جوہر کے ہے یا بطور عرض۔ **امر سوم** گناہ کا لفظ کس کس محل اور موقعہ پر اہل اسلام اور عیسائی استعمال کرتے ہین۔

بیان امر اول

جاننا چاہئے کہ گناہ کے معنے حکم الٰہی سے قصداً و ارادتاً تجاوز کرنا ہے اور حکم خداوندی پیغمبرون کی معرفت بنی آدم کی ہدایت کے لئے ہوتا ہے۔ گناہ نہین ہوسکتا جبتک شریعت الٰہی پہلے مقرر نہو۔ دیکھو پولوس عیسائیون کے بڑے مجتہد اپنے خط رومیون باب ۴ آیت ۱۵ مین فرماتے ہین کہ جہان شریعت نہین وہان گناہ بھی نہین انتہی۔ پھر پولوس صاحب خط مذکور کے باب ۷ آیت ۷ مین ارشاد فرماتے ہین کہ بغیر شریعت کے مین گناہ کو نہین پہچانتا کیونکہ مین لالچ کو نہ جانتا اگر شریعت نہ کہتی کہ تو لالچ نہ کر انتہی۔

لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيمًا یعنے اگر یہ لوگ جسوقت اپنی جانون پر ظلم کرتے ہین (ای محمد) تیرے پاس آوین اور بخشش مانگین اللہ سے اور ان کے لئے رسول (یعنے تم بخشش مانگے تو ضرور اللہ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائینگے۔ پھر سورہ ممتحنہ رکوع ۲ مین ہے وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ یعنے اور بخشش طلب کر (ای محمد) واسطے ان عورتون کے اللہ سے تحقیق اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ ان آیات سے آنحضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دنیا مین شفیع المذنبین ہونا ثابت ہوگیا۔

چونکہ آخرت بڑا بھاری مقام اعطائے نعمت اور ثواب کا ہے اسلئے خدا تعالی نے اپنی رحمت کاملہ سے شفاعت عظمی کا وعدہ آنحضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا ہے جیسا کہ آیات ذیل سے ظاہر ہے۔ سورہ بنی اسرائیل رکوع ۹ مین ہے۔ عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا یعنے شتاب ہی یہ کہ اٹھاوے تجھہ کو ای محمد پروردگار تیرا مقام شفاعت مین۔

معالم التنزیل مین بہت سی احادیث صحیحہ متصلہ متواترہ سے ثابت کیا گیا ہے کہ مقام محمود سے مراد مقام شفاعت ہے۔ علاوہ اسکے اور بہت سے احادیث صحیحہ متصلہ مثل حدیث حضرت ابوہریرہ و حضرت انس سے جو تواتر مین اناجیل مروجہ کی روایات سے کئے درجہ اعلے ہین صاف ثابت ہوتا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مقام محمود سے مراد مقام شفاعت ہی ہے وبس۔ اور تفسیر حضرت عبد اللہ بن عباس مین لکھا ہی عَسٰى وَعَسٰى مِنَ اللّٰهِ وَاجِبٌ. اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا. اَنْ يُّقِيْمَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا. مَقَامَ الشَّفَاعَةِ يَحْمُدُكَ الْاَوَّلُوْنَ وَالْاٰخِرُوْنَ. انتہی۔ اسی طرح اور سب مفسرین کا مقام شفاعت پر اتفاق ہے۔

فصل سوم عصمت انبیا ازروے بائبل

اس فصل سوم مین ہم بائبل سے عصمت انبیاء علیہم السلام کا ثبوت پیش کرتے ہین (اول) کتاب پیدایش باب ۶۔ آیت ۹ نوح اپنی قرنون مین صادق اور کامل تھا اور نوح خدا کے ساتھ چلتا تھا۔ پھر کتاب ایضاً باب ۷ آیت اول در شان حضرت نوح قول خداوندی یون ہے کیونکہ مین نے تجھی کو اپنے حضور مین اس زمانے کے درمیان صادق دیکھا۔ انتہی۔ دیکھئے حضرت نوح علیہ السلام کی عصمت کیا عمدہ توریت شریف سے ثابت ہوگئی کیونکہ ان کا اپنے تمام قرن اور زمانے مین خداوند تعالی کے نزدیک صادق و کامل ٹھہرنا اور خداوند کریم کے ساتھ چلنا اور اپنے مولی کریم کا منظور نظر ہونا ان کے معصوم ہونے پر کامل دلیل ہے کیا کوئی گنہ گار اور ناپاک آدمی بھی خدا کے نزدیک صادق ہو سکتا ہی ہرگز نہین ہرگز نہین۔

دوم کتاب ایوب باب اول آیت اول مین ہی عوص کی سرزمین مین ایوب نامی ایک شخص تہا اور وہ شخص کامل اور صادق تہا اور خدا سے ڈرتا اور بدی سے دور رہتا تہا۔ دیکھئے حضرت ایوب علیہ السلام کا خدا سے ڈرنا اور بدی یعنے گناہ سے دور رہنا اس امر کی صریح دلیل ہے کہ آپ معصوم تھے۔

سوم - ۲ پطرس باب ۲- آیت ۶- سدوم اور عمورہ کے شہرون کو خاک سیاہ کرکے نیست ونابود ہونے کا حکم فرماکے انہین آیندہ کو بے دینون کے لئے نمونہ بنا رکہا اور راستباز لوط کو جو شریرون کی ناپاک چالون سے رنجیدہ تہا رہائی بخشی کہ وہ راستباز ان مین رہکر ان کے بے شرع عملون کو دیکہہ سن کے ہر روز اپنے سچے دل کو شکنجہ مین کہینچتا تہا انتہی۔ ناظرین حضرت لوط علیہ السلام کی پاکبازی اور بے دینون سے رنجیدہ ہوکر ان کے بے شرع کامون سے علحدہ رہنے کی طرف خیال فرماوین کیا کوئی نادان ایسے راستباز بندے کو جسکی تعریفین اللہ تعالی فرماتا ہے گنہ گار کہہ سکتا ہے ہرگز نہین۔

چہارم - کتاب حزقیل باب ۱۴- آیت ۱۴- ہرچند یہ تین شخص (نوح اور دانیل اور ایوب) اس مین موجود ہوتے تو خداوند یہواہ کہتا ہے کہ وے اپنی صداقت سے فقط اپنی ہی جانون کو بچاتے انتہی۔ دیکھئے بموجب فرمانے خداوند کریم کے کہ جب میرا قہر گنہگارون پر بھڑکنے لگے تو یہ تینون شخص یعنے حضرت نوح و دانیل اور ایوب علیہم السلام ان خطاکارون اور گنہ گارون مین موجود ہون تو اپنی صداقت یعنے پوری پوری فرمان برداری خداوندی سے اپنی جانون کو بچا سکتے ہین ثابت ہی کہ یہ تینون حضرات گناہون سے پاک اور معصوم ہین۔

پنجم - کتاب دانیل باب ۶- آیت ۴ تب ان پیشواؤن نے چاہا کہ ملکداری کی بابت دانیل پر قصور ثابت کرین لیکن وے کوئی داؤن یا قصور نہ پا سکے کیونکہ وہ دیندار تہا اور اس مین کوئی خطا اور گناہ نہ پایا گیا انتہی۔ یہان حضرت دانیل علیہ السلام کی بے گناہی ثابت ہے۔

ششم - انجیل لوقا باب اول آیت ۵ و ۶ مین ذکریا اور اسکی جورو الیسبات کے حق مین ہے۔ وے دونون خدا کے حضور راستباز اور خداوند کے سارے حکمون اور قانون پر بے عیب چلنے والے تھے۔ انتہی۔ دیکھئے حضرت ذکریا اور ان کی جورو کی معصومی کس طرح ثابت ہوتی ہی کہ تمام احکام خداوندی انہون نے بے عیب و قصور پورے ادا کئے کیا حضرات عیسائی ان بزرگان دین کو بہی گنہ گار قرار دیکر انجیل کی بے اعتباری ثابت کرینگے۔

ہفتم - باب اول آیت ۷ کتاب مذکور۔ اسنے یعنے خداوند کریم نے اپنے پاک نبیون کی معرفت جو دنیا کے شروع سے ہوتے آئے انتہی۔ اور اعمال باب ۳ آیت ۲۱ سب چیزین جنکا ذکر خدا نے اپنے سب پاک نبیون کی زبانی شروع سے کیا انتہی۔ ناظرین بانصاف غور فرماوین لفظ پاکی کا ناپاک اور گنہ گارون پر کبہی استعمال نہین ہوسکتا اور اللہ تعالی نے اپنے نبیون کو لفظ پاک سے یاد فرماتا ہے جو ناپاکی کی ضد ہے کیا عیسائیون کے نزدیک اجتماع ضدین

بھی جاری ہے الغرض جب عصمت انبیاء علیہم السلام بائبل سے بخوبی ثابت ہو گئی تو اب عیسائیوں کا انبیاء پاک و معصوم کو گنہ گار خیال کرنا بائبل کے سراسر خلاف ہی اور بائبل کی بالکل بے اعتباری ثابت کرنا ہی۔

فصل چہارم

پہلے تو بائبل کے وہ چند مقام جنسے عیسائی انبیاء علیہم السلام کو گنہ گار ثابت کرتے ہین نقل کفر کفر نباشد ہم یہان نقل کرتے ہین اسکے بعد بتائینگے کہ یہ حرف نبیون پر اتہام ہین اور الہامی کتابون مین مردود قصون کے ملا دینے اور تحریف سے ایسا وقوع مین آیا ہی۔

اول حضرت لوط علیہ السلام کا اپنی دونون دخترون سے نعوذ اللہ من ذلک زنا کرنا اور دونون صاحبزادیون سے اولاد ولد الزنا پیدا ہونا دیکھو کتاب پیدایش باب ۱۹ آیت ۳۱ تا ۳۸۔

دوم- یہودہ بن یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹے کی بہو تمر سے زنا کیا اور اسے حمل رہا اور اس سے دو بیٹے پیدا ہو جن مین سے ایک کا نام پھارس تہا- دیکھو پیدایش باب ۳۸ اور از روے انجیل متی باب اول پھارس عیسائیون کے مجسم خدا مسیح کا پر دادا ہے۔

سوم- عیاذاً باللہ حضرت داؤد کا جو زبور ۸۹ آیت ۲۶ و ۲۷ کے بموجب خدا کا پہلوٹھا بیٹا ہی- بنت سبع حتی اوریا کی جورو سے زنا کرنا دیکھو سموئیل دوم باب ۱۱- آیت ۲۶ و ۲۷ خوبی یہ کہ عورت زانیہ بھی نعوذ باللہ من ذلک عیسائیون کے خدا مسیح کی پر دادیون مین شمار کیجاتی ہی جیسا کہ متی باب ۱- آیت ۷ مین ہے اور داؤد بادشاہ سے سلیمان اس سے جو اوریاہ کی جورو تھی پیدا ہوا۔

چہارم توبہ توبہ دیکھو پیدایش باب ۲۷ آیت اول سے ۴۰ تک حضرت یعقوب علیہ السلام کا فریب سے اپنے بھائی عیس کی برکت یعنے حق نبوت اُڑا لینا۔

پنجم- حضرت سلیمان علیہ السلام کا بت پرستی کرنا کتاب اول سلاطین باب ۱۱-

ششم- تبلیغ احکام خداوندی مین ایک بوڑھے نبی بیت ایلی کا جھوٹھ بولنا دیکھو کتاب اول سلاطین باب ۱۳

الغرض ایسی ہی اور لغویات ہین جن کا لکھنا مناسب نہین۔

اِن امور کے لغو ہونے کی ہمارے پاس تین دلیلین ہین:

اول اگر انبیاء بنی اسرائیل کا حال ایسے ہی مانا جاے جیسا کہ عیسائی مانتے ہین تو انہونے کوئی دقیقہ گناہ کا باقی نہین چھوڑا اور مندرجہ ذیل گناہون کے مرتکب ہوے (۱) زنا جو تمام بیحیائیون کی جڑ ہے (۲) فریب جس سے نظم عالم کے انتظام مین فرق آتا ہے- (۳) بت پرستی جس سے روکنے کے لئے وہ خود مبعوث ہوے اور الٹا اسی کو

کرنے اور ایمان کی جڑ کاٹنے اور خداوند کریم کی سخت حقارت کرنے لگ گئے (۴) جھوٹھ جس سے انسان کی بالکل بے اعتباری ہوجاتی ہی۔ اب ناظرین خیال فرمائین کہ اگر یہ مذکورہ بالا مذموم کام انبیاء علیہم السلام سے سرزد ہوے ہین تو اس صورت مین بائبل کے اعتبار اور صداقت پر کوئی دلیل قایم نہین ہوسکتی کیونکہ یہ تمام بائبل انہین زانیون اور فریبیون اور بت پرستون اور جھوٹھون حصوصًا تبلیغ احکام خداوندی مین جھوٹھ بولنے والون کا کلام ہی۔ کیا کوی جج یا حاکم کسی جھوٹے۔ فریبی اور زناکار شخص کی شہادت پر کوئی مقدمہ فیصلہ کرسکتا ہی ہرگز نہین ہرگز نہین۔ جب امور دنیوی مین جھوٹے فریبی اور زناکار آدمی کا اعتبار نہین رہتا۔ تو امور دینی مین جو بہت ہی نازک معاملہ ہے کیونکر جھوٹھون فریبیون زانیون اور بت پرستون کا اعتبار کیا جاوے جب انبیا کی بے اعتباری ثابت ہوگئی تو ان کا کلام بطریق اولی بے اعتبار ٹھیرا جس سے انکی بعثت کا کچھہ فائدہ نہ رہا۔ اور یہ خداوندی کام بے فائدہ نہین ہے اسلئے یہ لوگ درحقیقت ویسے نہین ہین جیسا کہ ان کو عیسائیون نے مان رکھا ہے۔

دوم تمام خلق خدا پر انبیا علیہم السلام کی اطاعت فرض ہی اگر انبیاء بنی اسرائیل کی سنت پر عمل کیا جاوے تو انتظام خلق خدا تباہ ہوجاتا ہی کیونکہ بائبل کے بیان کے بموجب ان کی سنت زنا جھوٹھ فریب اور بت پرستی ہی تو اس صورت مین یہ کام جائز اور کار صواب ہونا چاہئے۔ مگر دنیا مین کوئی فرد بشر بھی ان کو نیک کام نہین سمجھتا۔ پس انبیاء بنی اسرائیل کا اتباع کسی نیک اور پاک طینت سے نہین ہوسکتا۔ اور اسی سے ظاہر ہی کہ یا تو وہ نبی نہ تھے اور اگر نبی تھے تو ان سے ایسے کام سرزد نہین ہوئے۔

سوم۔ بائبل مین بعض جگہ تو انبیاء علیہم السلام کو معصوم اور گناہون سے پاک بیان کیا ہی جیسا کہ ہم نے دلیل سوم مین انبیا علیہم السلام کی معصومی اور پاک بازی پر بہت مقام بائبل کے نقل کئے ہین اور پھر بعض جگہ ان کو گنہ گار بتایا گیا ہی جیسا کہ اسی فصل کے شروع مین لکھا گیا۔ تو اس سے بائبل کی تعلیم مین صریح تناقص پایا جاتا ہی اور تناقص و اختلاف کلام آلہی مین غیر ممکن ہی دیکھو میزان الحق مطبوعہ ۱۸۶۶ء صفحہ ۱۲۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ یا تو بائبل کلام آلہی نہین یا اس مین کسی دشمن انبیاء علیہم السلام نے جھوٹے واہی تباہی قصے ملادئے ہین کہ فلان نبی نے زنا کیا اور فلان بزرگ نے جھوٹھ بولا اور فلان حضرت نے بت پرستی کی مگر ہم ساری بائبل کے کلام آلہی ہونے سے تو انکار نہین کرسکتے۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ اس مین بعض مقام غیر الہامی اور لوگون کے ملائے ہوے ہین اور بعض مقامات مین کچھ تغیر و تبدل کردیا گیا ہے اور اسی فعل کو تحریف کہا جاتا ہے۔ جس پر ذیل مین ہم تفصیل سے بحث کرتے ہین اور اسی سے یہ نتیجہ نکلتا ہی کہ انبیاء علیہم السلام کی نسبت کلام آلہی مین تحریف ہوجانے کے باعث یہ اتہام لگائے گئے ہین ورنہ وہ حقیقت مین معصوم اور خدا کے برگزیدہ اور پیارے بندے تھے۔

مسئلہ تحریف

قدیم سے ہم اہل اسلام از روے قرآن مجید و فرقان حمید اس امر کے مدعی ہین کہ بائبل مین تحریف کامل ہو گئی ہی اسلئے بائبل کی ہر ایک بات قابل اعتبار کے نہین اور تحریف کا مسئلہ ایسا صریح اور صاف ہی جسکو ہم بائبل سے ہی ثابت کر سکتے ہین اور قرآن شریف مین تو خود اللہ جل شانہ اس امر پر شاہد ہے چنانچہ سورۂ مائدہ رکوع ۳ مین فرماتا ہی یُحَرِّفُوْنَ الْکَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ ۙ وَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ ۚ وَلَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلٰى خَآئِنَةٍ مِّنْهُمْ ترجمہ کلام آلہی کو اپنی جگہ سے بدلتے ہین اور اس نصیحت سے فائدہ اٹھانا جو انکو کی گئی تھی بھول گئے اور تو ہمیشہ انکی خیانت پر مطلع رہیگا۔ یعنے کلام آلہی کو اپنی جگہ سے بدل ڈالتے ہین جیساکہ سید الرسل خاتم النبوت و شریعت امام انبیا نبی آخر زمان کی بشارات کی آیات کو بدلتے اور نکال ڈالتے ہین چنانچہ اس امر کی تصدیق تفاسیر قرآنی سے کامل طور پر ہو سکتی ہی۔ حال مین اسکی تصدیق بائبل کے چند نسخون کے مقابلہ کرنے سے بھی بخوبی ہو گئی ہی۔ معنی اس آیت کریمہ کے یہ ہوئے کہ ای محمد رسول اللہ انکی خیانت یعنے تحریف پر تو اور تیری امت تا قیامت واقف ہو کر انکو آگاہ کرتے رہوگے اب ہم نظیراً چند خیانتین اہل کتاب کی ہدیہ ناظرین کرتے ہین۔

نظیر اول بائبل نسخہ عربیہ ۱۸۱۱ء مطبوعہ کلکتہ صحیفہ حضرت یسعیاہ مین یہ عبارت موجود ہی النبوۃ فی العرب و بنی قیدار یعنے نبوت عرب مین ہو گی اور اولاد قیدار مین۔ دیکھئے یہ بشارت آنحضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق مین نص صریح ہی کیونکہ قیدار آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پردادا اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بیٹے کا نام ہی اور خاص عرب کی خصوصیت اس بشارت کو اور بھی صفائی سے ظاہر کر رہی ہی اب ایسی صریح اور صاف بشارت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بسبب خیانت اور حسد اور ضد کے اہل کتاب نے نکال ڈالا اور بجاے اس عبارت مذکورۂ بالا کے کچھ اور ہی لکھدیا ہی۔

نظیر دوم انجیل یوحنا باب ۱۴ آیت ۱۶ مطبوعہ ۱۶۷۱ء مین لکھا ہی وَاَنَا اَطْلُبُ مِنَ الْاَبِ فَیُعْطِیْکُمْ فَارَقْلِیْط یعنے مین اپنے باپ سے طلب کرونگا فارقلیط تمھارے لئے۔ دیکھئے لفظ فارقلیط احمد کا ترجمہ ہے اور اس لفظ فارقلیط کو ۱۸۱۶ء والے نے شافع بنا دیا اور ۱۸۱۴ء والے نے لفظ شافع اور ڈاکرو کیل کر دیا اور اب جو انجیلین میرے پاس موجود ہین انجیل مطبوعہ مرزاپور ۱۸۶۹ء اور انجیل مطبوعہ لنڈن ۱۸۶۰ء اور انجیل مطبوعہ سیرامپور ۱۸۲۹ء اور انجیل مطبوعہ لدھیانہ مشن ۱۸۶۵ء و ۱۸۸۳ء مین بجاے لفظ فارقلیط و شافع اور وکیل کے تسلی دینے والا بنا دیا گیا ہے۔ اور اس طرح اور ناموں کا ترجمہ کر دینا اہل کتاب کی عادت مین داخل ہی دیکھو کتاب استفسار کے اول ہی مین بہت سی نظیرین نامون کی ترجمہ کرنیکی موجود ہین اب غور کیجئے کہ کسطرح آیت شریف مندرجہ بالا کی تصدیق ہو رہی ہے **اول** اسکا یہ دعوی کہ کلام آلہی کو اپنی جگہ سے بدل ڈالتے ہین مندرجہ بالا بیان سے واضح ہے **ثانیاً** یہ دعوی کہ اس نصیحت سے فائدہ اٹھانا جو ان کو کی گئی تھی بھول گئے " اس کی تصدیق یون

ہوئی ہی کہ حضرت عیسے علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ میرے بعد ایک پیغمبر اویگا اور نام اسکا احمد ہوگا - اب اس نصیحت کی تعمیل حضرات عیسائیون نے نہین کی - بلکہ اول تو لفظ احمد کا ترجمہ کردیا - پھر ترجمہ در ترجمہ کرکے کچھ اور ہی کردیا - ثالثاً یہ دعوی کہ تو ہمیشہ ان کی خیانت پر مطلع رہیگا " اسکی بھی کافی صداقت موجود ہے کہ ہمیشہ اہل اسلام عیسائیون کی ان چالاکیون سے اگاہ رہے ہین جو وہ کیا کرتے ہین - اور اسی آیت مین خیانت کے لفظ کا اہل کتاب کی طرف منسوب ہونا ان ہی کی بے اعتباری پر کیسی کامل دلیل ہے - یہی وجہ ہی کہ پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا ہی جیساکہ اصح الکتاب بعد از قرآن مجید یعنے بخاری شریف مین حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہین کہ فرمایا ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لَا تُصَدِّقُوا اَهْلَ الْكِتَابِ وَلَا تُكَذِّبُوْهُمْ وَقُوْلُوْا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَا اُنْزِلَ اِلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَا اُوْتِيَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَمَا اُوْتِيَ النَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ ۚ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ۝ ترجمہ تم اہل کتاب کو نہ سچا بتلاؤ اور نہ ان کو جھٹلاؤ بلکہ تم کہو کہ ہم نے یقین کیا اللہ پر اور جو اترا ہم پر اور ابراہیم پر اور اسماعیل پر اور اسحاق پر اور یعقوب پر اور اسکی اولاد پر اور جو ملا موسیٰ و عیسیٰ کو اور جو ملا سب نبیون کو اپنے پروردگار سے اور ہم فرق نہین کرتے ایک مین انہین سے اور ہم اسکے حکم پر ہین - اس حدیث شریف مین ہمارے ہادی نے ہم کو یہ ہدایت فرمائی ہی کہ بالکل اہل کتاب کو سچا نہ خیال کرو کیونکہ ان کی خیانت پر قرآن کریم شہادت دے رہا ہے اور نہ انکو بالکل دروغ گو تصور کرو کہ انہون نے تمام کتب آسمانی کو ایک سرے سے دوسرے سرے تک بالکل بدلدیا ہے بلکہ تم یون یقین کرو کہ بائبل مین اکثر کلام الٰہی نکالا گیا اور بجاے کلام الٰہی کے کلام انسانی داخل کیا گیا اب اس داخل شدہ کلام انسانی کا ٹھیک اہل اسلام پورا پورا واقف نہین ہوسکتا اسلئے تم مجمل ایمان رکھو کہ جو ہم کو اور ہمارے پہلے انبیا علیہم السلام کو خدا کا کلام ملا ہم اسپر ایمان لاتے ہین اور انجیل مین جو سواے کلمات حضرت عیسٰے علیہ السلام کے اور شخصون نے مثلاً لوکا و مرقس اور پولوس اور حوارین نے اپنے طرف سے کلام حضرت عیسٰے علیہ السلام مین اضافہ کیا ہی اس سے ہم کو کوی علاقہ نہین کیونکہ مؤلفان اناجیل کو ہم اہل اسلام پیغمبر اور نبی[1] نہین جانتے اسلئے انکی کلام پر ایمان لانا فرض نہین ہے علاوہ ازین عیسائیون کے بڑے مجتہد میان پولوس صاحب اپنے خط عبرانیون باب ۸ آیت ۷ مین فرماتے ہین کہ اگر وہ پہلا عہدنامہ یعنے عتیق بے عیب ہوتا (یعنے بلا تحریف ہوتا) تو دوسرے کے لئے جگہ کی تلاش نہ ہوتی پھر پولوس صاحب اسی خط باب ۷ کے آیت ۱۸ مین فرماتے ہین پس پہلا حکم اسلئے کہ کمزور اور بے فائدہ تھا اٹھ گیا دیکھئے پہلے حکم کا کمزور اور بے فائدہ ہونا صریح اس امر کی دلیل ہے کہ اس مین تغیر و تبدل اسقدر ہوگیا کہ بجای فائدہ کے پولوس صاحب اسکو بے فائدہ تصور فرماتے ہین اگر پہلے عہدنامہ مین تحریف نہین ہوی تو کیا خداوند تعالیٰ

---

[1] عدم ثبوت نبوت مؤلفین اناجیل مروجہ حال پر ہم نے ایک علحدہ رسالہ بنام تحقیقات اصل انجیل لکھا ہے۔

نے بے فائدہ قانون اپنے بندون پر نازل فرمایا اور بے فائدہ کام کرنا خداوند کریم کی شان والا سے بعید ہے اور پھر پولوس صاحب اپنے خط قرنیتیون دوم باب ۲ آیت ۱۷ مین فرماتے ہین کہ ہم بہتون کی مانند خدا کے کلام مین ملونی بہتے تحریف نہین کرتے۔ ناظرین بالانصاف ملاحظہ فرمائین میان پولوس صاحب خود اقرار کرتے ہین کہ ہم بہتون کی مانند خدا کی کلام مین ملونی یعنے تبدل و تغیر نہین کرتے تو اس اقرار میان پولوس صاحب سے صریح معلوم ہو گیا کہ پولوس صاحب کے زمانے مین یا ان سے پہلے اکثر لوگ کلام الٰہی مین ضرور کمی و زیادتی کرتے ہونگے تو اب تحریف سے حضرات عیسائیون کا انکار کرنا گویا پولوس کی شہادت کا رد کرنا ہے اور پولوس کی بے اعتباری ثابت کرنا ہے اور یہ نہین کہ اہل کتاب نے صرف چند آیات ہی نکال کر انکی جگہ اور کلمات داخل کئے ہون بلکہ قریب ۱۷ کتابون کے برباد اور خراب کردین اور باب کے باب زیادہ کردئے چنانچہ ان نکالی ہوی کتابون کی فہرست ذیل مین ہدیہ ناظرین کیجاتی ہے۔

نمبر شمار	نمبر کتاب	آیات جن سے اس کا پتہ ملتا ہے
۱	عہد نامہ موسیٰ	خروج باب ۲۴ آیت ۷۔ پھر اس (موسیٰ) نے عہد نامہ لیا اور لوگون کو پڑھ سنایا۔
۲	جنگ نامہ موسیٰ	گنتی باب ۲۱ آیت ۱۴۔ اس سبب خداوند کے جنگ نامہ مین لکھا ہے۔
۳	کتاب الیاشر	سموئیل باب ۱ آیت ۱۸۔ دیکھو وہ کتاب الیاشر (صادق کی کتاب) مین لکھا ہے۔ یشوع باب ۱۰ آیت ۱۳۔ کیا یہ کتاب الیاشر مین نہین لکھا ہے۔
۴	کتاب یاہو پیغمبر بن حنانی	تواریخ ۲ باب ۲۰ آیت ۳۴۔ اور یہوسفط کا باقی احوال اول و آخر جو ہے وہ یاہو بن حنانی کی تواریخ مین لکھا ہے۔ سلاطین اول باب ۱۶ آیت ۷۔ اور یاہو نبی بن حنانی کے ہاتھ سے بھی خداوند کا پیام بعشا اور اس کے گھرانے کے برخلاف آیا۔ سلاطین اول باب ۱۶ آیت ۱۔ اسوقت حنانی کے بیٹے یاہو پر خداوند کا کلام بعشا کے برخلاف نازل ہوا۔
۵	کتاب شمعیاہ نبی	تواریخ ۲ باب ۱۲ آیت ۱۵۔ رحبعام کا احوال اول و آخر جو ہے سو شمعیاہ نبی کی کتاب مین اور عیدو غیب بین کی کتاب مین سب نامون کی بابت لکھا ہے۔
۶	کتاب اخیاہ نبی	تواریخ ۲ باب ۹ آیت ۲۹۔ اور سلیمان کا باقی احوال اول و آخر جو ہے وہ تو ناتن نبی کی کتاب مین اور سیلانی اخیاہ کی پیشین گوئی مین اور عیدو غیب بین کی رویتون کی کتاب مین لکھا ہے۔
۷	کتاب ناتن نبی[1]	
۸	کتاب مشاہدات عیدو غیب بین[2]	

[1] دیکھو کتاب نمبر ۱۲ کا حوالہ۔ [2] دیکھو کتاب شمعیاہ نبی کی نسبت آیات اور تواریخ ۲ باب ۱۳ آیت ۲۲ پر ابیاہ کا باقی احوال اور اسکے کام و کلام عیدو نبی کی تفسیر کی کتاب مین لکھے ہین۔

نمبر شمار	نمبر کتاب	آیات جن سے اس کا پتا ملتا ہے۔
۹	کتاب اعمال سلیمان	سلاطین اول باب ۱۱ آیت ۴۱۔ اور سلیمان کا باقی احوال اور سب کچھ جو اس نے کیا اور اسکی حکمت سو کیا وے سلیمان کے احوال کی کتاب مین لکھے ہوے ہئین۔
۱۰	کتاب اشعیا بن عاموس	تواریخ ۲ باب ۲۶ آیت ۲۲۔ اور عزیاہ کا باقی احوال اول وآخر جو ہے سو اموص کے بیٹے یسعیاہ نبی نے لکھا ہی۔
۱۱	مشاہدات ایشیاہ	۲ تواریخ باب ۳۲ آیت ۳۲۔
۱۲	سموئیل نبی کی تواریخ۔	سلاطین اول باب ۲۹ آیت ۲۹۔ اور داؤد بادشاہ کے اعمال اول وآخر دیکھہ وہ سب سموایل غیب بین کی تواریخ مین اور ناتن نبی کی تواریخ مین اور جاد غیب بین کی تواریخ مین لکھا ہی۔
۱۳	تین ہزار امثال سلیمان	سلاطین اول باب ۴ آیت ۳۲۔۳۳۔۳۴۔ اور اس (سلیمان) نے تین ہزار مثلین کہین اور اسکے گیت تین ہزار اور پانچ تھے اور اس نے درختون کی کیفیت بیان کی سرو کے درخت سے جو لبنان مین تھا اس زوفہ تک جو دیوارون پر اگتا ہے اور چارپایون اور پرندون اور رینگنے والون اور مچھلیون کا حال بیان کیا۔
۱۴	یکہزار اور پانچ زبور سلیمان	
۱۵	کتاب خواص و نباتات و حیوانات سلیمان	
۱۶	جاد غیب بین کی تواریخ	دیکھو کتاب ۱۲ کا حوالہ۔
۱۷	مرثیہ یرمیاہ موجودہ کے سواے	۲ تواریخ باب ۳۵ آیت ۲۵۔

یہہ کتابین جو انبیاء علیہم السلام کی طرف منسوب تھین اور الہامی کتابون مین ان کا ذکر موجود ہے بلکہ انبیاء علیہم السلام ان کی طرف رجوع بھی کرتے رہے تو پھر کوی ناخدا ترس ان کو کیونکر غیر الہامی کہہ سکتا ہے۔ دیکھئے جب اس قدر کتابین اہل کتاب نے اپنی جہالت۔ غفلت یا بددینی سے خراب و برباد کر دی ہون تو اور موجودہ کتابون مین جو کچھہ کرین تھوڑا ہے۔

پھر دیکھئے کہ تمام اہل کتاب یہودی ہون یا عیسائی اس بات پر متفق ہین کہ کتاب استثنا حضرت موسی علیہ السلام نے ۳۳ باب پر تمام کی تھی۔ اسکی وفات کے بعد کسی اور شخص نے چونتیسوان باب زیادہ کر دیا ہے اور اس باب کی عبارت بھی خود اپنے زیادہ ہونے پر شاہد ہے چنانچہ آیت ۵ تا ۷ باب مذکور مین صاف لکھا ہی کہ خداوند کا بندہ موسی خداوند کے حکم موافق موآب کی زمین مین مر گیا اور اسنے اسے موآب کی ایک وادی مین بیت فغور کے مقابل گاڑا پر آج کے دن تک کوئی اسکی قبر کو نہین جانتا اور موسی اپنے مرنے کے وقت ایک سو بیس برس کا تھا۔ ناظرین خیال فرمائین

حضرت موسی کی قبر کا نشان گم ہو جانا اس امر کو ثابت کرتا ہی کہ یہ فقرہ ان کی وفات کے مدتون کے بعد لکھا گیا ہے جب انکی قبر کا نشان بھی بنی اسرائیل کو بھول گیا تھا اور ظاہرا اسی وقت کسی شخص نے یہ بات زیادہ کر دیا ہی ایسا ہی آیت ۷ مین حضرت موسی علیہ السلام کی نسبت لفظ تھا بھی اس امر کی کافی شہادت دیتا ہی۔ اسی طرح اور بہت سے مقامون پر توریت مین عبارتین داخل کی گئی ہین جس سے حضرت موسی علیہ السلام کی وفات کے بعد کا احوال معلوم ہوتا ہی۔ الغرض چونتیسوان باب حضرت موسی علیہ السلام کے بعد الحاق کیا گیا ہی۔ اور اس الحاق کرنے والے کا پتا ابتک عیسائیون کو نہین ملا۔ صرف گمان سے کسی کسی کا نام لیتے ہین چنانچہ اسبارہ مین عیسائیون کے چار تھوک ہوگئے ہین بعض کا گمان ہی کہ یہ باب حضرت یوشع بن نون علیہ السلام کا الحاق کیا ہوا ہے۔ بعض کا خیال ہے کہ حضرت یوشع بن نون کا نہین حضرت شموئیل علیہ السلام نے الحاق کیا ہے اور بعض کہتے ہین کہ نہین یہ دونو نہین بلکہ حضرت عزرا علیہ السلام نے ایسا کیا ہے اور بعض کہتے ہین کہ نہ عزرا اور نہ شموئیل اور نہ یوشع بن نون علیہم السلام الحاق کنندہ ہین اور نہ ہم صحیح طور پر کہہ سکتے ہین کہ فلان نبی نے الحاق کیا ہے بلکہ گمان غالب ہی کہ کسی نبی نے الحاق کیا ہوگا۔

ناظرین حق پرست خیال فرماوین کہ جمہور عیسائیون کا اتفاق ہمنے ثابت کر دیا ہے کہ ضرور استثنا ۳۴ باب حضرت موسی علیہ السلام کے بعد الحاق کیا گیا ہے اور الحاق کرنے والے کے احوال مین جس قدر اختلاف ہی وہ بھی ہمنے اوپر بیان کر دیا ہی کہ صرف اٹکلون سے حضرات عیسائی کام چلارہے ہین اور یہ امر سچ بھی ہی کیونکہ ابتک حضرات عیسائیون نے قطعی دلیل سے کوی شخص بلا اختلاف الحاق کرنے والا ثابت نہین کیا اب اس ردی اور ناقص سامان کے بھروسے پر الحاق سے انکار کرنا حضرات عیسائیون کی خوش فہمی یا بمقابلہ غیر مذاہب والون کے پردہ پوشی ہے۔

اب ہم اس ردی و ناقص سامان پر بھی چند اعتراضات کرتے اور انکے جواب کے منتظر ہین۔

پہلا اعتراض ہمارا یہ ہی کہ ان تینون بزرگوارون یعنے یوشع بن نون اور حضرت شموئیل اور حضرت عزرا علیہم السلام کا ایک زمانہ نہین بلکہ ان کے زمانے مین بڑا اختلاف ہی کیونکہ حضرت یوشع بن نون ۱۴۵۰ھ قبل مسیح مین تھے اور حضرت شموئیل ۱۰۶۳ھ قبل مسیح مین ہوے اور زمانہ حضرت عزرا کا ۵۵۶ھ قبل مسیح ہے۔ جب ان تینون کے زمانے ایک نہین ہین بلکہ ان مین سینکڑون برس کا فرق ہے تو تینون نے ملکر یہ کام تو کیا ہی نہین ضرور ہے کہ ایک ہی بزرگ نے الحاق کیا ہوگا۔ اب جو عیسائی اس امر کا قائل ہے کہ ضرور یہہ الحاق حضرت یوشع بن نون نے کیا ہی تو اس عیسائی کو لازم ہے کہ ضرور ان لوگون کی تردید کر کے دکھلاے جو حضرت شموئیل و عزرا علیہم السلام کے الحاق کرنے کے قائل ہین جب تک وہ ان کی کامل طور پر تردید نہ کرلے حضرت یوشع بن نون کا نام انصاف سے

نہین ہے سکتا۔ اسی طرح شموئیل وعزرا کے قائلون کو لازم ہی کہ اپنے مخالفون کی تردید کرلین۔

دوسرا اعتراض۔ ان تینون بزرگوان کی کتابین ہمارے پاس موجود ہین ہمنے اول سے آخر تک ان کا مطالعہ کیا ہی اور کہین نہین دیکھا کہ ان مین سے کسی نے ہی دعوی کیا ہو کہ یہ بات ہم نے زیادہ کیا ہے۔ جب ان کی طرف سے دعوی نہین تو خدا جانے عیسائی صاحبون کو کہان سے معلوم ہوگیا کہ ان مین سے ایک نے الحاق کیا ہی اگر عیسائی صاحب یہ فرماوین کہ ہمارے مفسرون اور مورخون نے لکھا ہی کہ حضرات تینون بزرگون مین سے ایک نے الحاق کیا ہی تو ہم کہتے ہین کہ اس مفسر سے یا مورخ سے لیکر تم اس بزرگ تک سلسلہ پہنچا دو جس کا وہ مفسر یا مورخ قائل ہے بدون دلیل قطعی کے ہم آپکے مفسرون کا اور مورخون کا کہنا کیونکر مان لین اور بعض عیسائی صاحب فرماتے ہین کہ یوسی بیس مورخ اپنی تواریخ مین شہادت دیتا ہی کہ کتاب استثنا کا ۳۴ باب حضرت عزرا علیہ السلام نے زیادہ کیا ہے تو اس امر کے ہمارے پاس دو جواب ہین۔

اول یوسی بیس تیسری صدی کا شخص ہے اور حضرت عزرا کے آٹھ سو پچاس برس بعد پیدا ہوا ہے۔ اس کا لکھنا کوی حجت قائم نہین کرسکتا ہان اگر کوی عیسائی یوسی بیس سے لیکر حضرت عزرا علیہ السلام تک سلسلہ اور سند پہنچا دے تو پھر یہ بات قابل اعتبار ہوسکتی ہے بدون سندات کے ہم کیونکر مورخ مذکور کا اعتبار کرین اور یہ مورخ عیسائی بھی تھا شاید اس نے اپنے مذہب کی رعایت کی خاطر یون ہی زبانی جمع خرچ پورا کردیا ہو۔

دوم یہ مورخ عیسائیون کے نزدیک بھی چندان معتبر نہین ہے کیونکہ یہی مورخ اپنی تواریخ کلیسیا مین رقمطراز ہی کہ کتاب مکاشفات حضرت یوحنا حواری کی تصنیف نہین بلکہ سرنتھس ملحد نے تصنیف کرکے یوحنا حواری کی طرف منسوب کردی ہی اور بعد تحقیق کے مورخ مذکور صاف لکھتا ہی کہ اس مین کچھ شک نہین کہ کتاب مکاشفات یوحنا حواری کی تصنیف نہین اگر مورخ صاحب کا یہ قول سچا ہے تو آپ کیون اسے یوحنا کی طرف نسبت دیتے ہین اگر یوسی بیس اپنے اس دعوے مین جھوٹا ہے تو پھر اسکے پہلے قول کا بھی اعتبار نہین اور اسوجہ سے اس مورخ کی تواریخ سے سند پیش کرنا درست نہین ہے اور نہ اس سے دعوی کو کوئی تقویت پہنچ سکتی ہے۔

سوم پادری ٹھاکر داس اپنے اظہار عیسوی مطبوعہ ۱۸۸۲ء کے صفحہ ۱۳۲ مین لکھتا ہے کہ باب ۳۴ استثنا کی پہلی آیات غالباً حضرت یشوع نے لکھی ہین اور باقی چار آیات حضرت شموئیل نے اور انکے استاد پادری عمادالدین پانی پتی اپنی ہدایۃ المسلمین مطبوعہ ۱۸۶۸ء کے صفحہ ۷ مین فرماتے ہین کہ یہ تمام باب† حضرت عزرا نے لکھا ہے اب دونون صاحبون مین سچا کون ہے اور کذب کس کے طرف عائد ہوتا ہے۔ اس موقع پر ہمنے پادری عمادالدین صاحب کو پادری ٹھاکر داس کا استاد اسواسطے لکھا ہی کہ موخر الذکر نے اپنی کتاب اظہار عیسوی مین اول الذکر کی کتاب ہدایۃ المسلمین

---

† نوٹ دیکھو نیاز نامہ مطبوعہ ۱۸۶۶ء کا صفحہ ۲۲۰ سطر ۲

علاوہ ازین عیسائیون کے بڑے بزرگ پادری فنڈر صاحب اپنی کتاب طریق الحیات مطبوعہ مشن لدھیانہ کے صفحہ ۲۲ سطر ۱ مین فرماتے ہین کہ جاننا چاہئے کہ گناہ کا ظہور اور انجام تین شرطون پر منحصر ہے۔ پہلے یہہ کہ شریعت مقرر ہو۔ دوسرے آدمی اسے جانے۔ تیسرے وہ فاعل مختار ہو یعنے شریعت کے رو و قبول اور اطاعت و نافرمانی کا اختیار رکھے۔ دیکھئے حضرت پولوس و پادری فنڈر صاحب کے فرمانے کے بموجب گناہ جب ہو سکتا ہی کہ پہلے شریعت آلہی مقرر ہو دوم اس شریعت مقررہ کو انسان خوب جان لے اور عقل سلیم بھی رکھتا ہو کیونکہ بدون عقل اور ہوش کامل کے جاننا غیر ممکن ہے اور نیز وہ گناہ بھول کر نہو کیونکہ بھولنا جاننے کی ضد ہے۔ جہان بھول ہے وہان جاننا نہین اور جہان جاننا ہے وہان بھول نہین۔ اور پادری صاحب خود اس امر کے مقر ہین کہ آدمی اسے یعنے شریعت آلہی کو جانے۔ فاعل مختار ہو نا اور رد و قبول اطاعت و نافرمانی کا اختیار رکھنا یہہ امور مذکورۂ بالا صاف اس بات پر دلالت کرتے ہین کہ گناہ وہ ہے جو جان بوجھ کر کیا جاوے کیونکہ دیوانے اور بچے۔ سوتے اور بھولے سے اگر کوی گناہ شرعی ہو جاوے تو وہ گناہ حقیقت مین گناہ نہین بلکہ اس فعل کو سہو و نسیان اور لغزش کہینگے اور ایسے افعال کے سبب سے اشخاص مذکورۂ بالا کو حقیقتاً گنہگار نہین کہہ سکتے اور نہ ایسی خطا پر مواخذ شرعی ہو سکتا ہے اور نہ یہ مذکورۂ بالا خطائین مخل عصمت ہو سکتی ہین کیونکہ خود پادری فنڈر صاحب اس امر کے قائل ہین کہ گناہ جان بوجھ کر اور باختیار خود ہوا کرتا ہے۔

بیان امر دوم

انسان کے وجود کے ساتھ گناہ کا علاقہ بطور جوہر یعنے ذاتی ہے یا بطور عرض یعنے غیر ذاتی۔ اگر کوئی صاحب فرماین کہ گناہ کا علاقہ انسان کے وجود کے ساتھ بطور جوہر کے ہے تو ان کی خدمت مین یہ عرض ہی کہ جب کوئی شی پیدا ہوتی ہی تو اس لئے جوہر بھی شی کے ساتھ ہی پیدا ہوتا ہے مثلاً آم کی ترشی اور مرچ کی تلخی آم اور مرچ کے ساتھ بطور جوہر کے پیدائشی ہین اب آم کے ترش ہونے مین اور مرچ کے تلخ ہونے مین آم و مرچ کا کیا قصور ہے کیونکہ پیدا ہونا کسی شی کا بدون صانع کے ہو نہین سکتا اور صانع ہر شی کا وہی خالق ہی۔ کیا وہ خالق اپنے فعل کو آپ ہی عیب دار اور بُرا قرار دیگا ہرگز نہین ہو سکتا۔

پس ہم کہتے ہین کہ گناہ کا علاقہ انسان کے وجود کے ساتھ بطور عرض کے ہے کیونکہ عرض کا یہہ خاصہ ہے کہ جب کسی شی پر لگائین تو لگ جاوے اور اُتارین تو اُتر جائے مثلاً ایک پارچہ ہے جب اسکو خوشبو لگائین تو ہر کوی اس پارچہ کو خوشبو دار کہیگا اور جب اسکو دھو ڈالین اور بدبو لگا دین تو اس پارچے کو خوشبو دار نہین بلکہ ہر کوئی بدبو دار ہی کہیگا اور پارچے کی اصل ذات مین نہ خوشبو ہے اور نہ بدبو۔ پارچہ دونون صفتون سے پاک ہے اسی طرح انسان بھی پیدایش سے نہ گنہگار ہے اور نہ نیک بلکہ نیکی اور بدی دونون انسان کے کسب مین اسلئے انسان فاعل مختار پیدا کیا گیا ہے خواہ نیکی کے کام کرے خواہ بدی مین معروف رہے۔ اگر نیک کام کریگا تو نیک اور خاصان خدا مین شامل ہوگا۔ اگر بدی مین گرفتار ہوگا تو

سے اکثر انتخاب کیا ہے۔
عیسائی کہا کرتے ہین کہ پہلے زمانہ مین ایک ہی فرد پر ایک دوسرے کے بعد کتاب لکھنے کا دستور تہا اور پہلی کتاب کا آخر دوسری کتاب کے شروع سے الگ معلوم نہین ہو سکتا تہا اسلئے یشوع کی کتاب کا پہلا باب استثنا کے آخری باب مین شامل ہوکر اس کے ۳۴ باب ہو گئے۔ مگر ان کا یہ کہنا اس بات پر دلالت کرتا ہی کہ انہون نے کبہی عہد عتیق کو خواب مین بہی نہین دیکہا۔ دیکہئے عہد عتیق کے مصنفون کا دستور ہی کہ جب اپنی کتاب شروع کرتے ہین تو اپنا اور اپنے والد کا نام ضرور رکہتے ہین جیسا کہ کتاب امثال سے لیکر کتاب ملاکی تک ہر ایک کتاب کے پہلے باب مین مصنف کا اور مصنف کے باپ کا نام موجود ہے اور ہر ایک بائبل دان ان کتابون کے پہلے باب کو پہلا ہی باب جانتا ہی ایسا ہی حضرت یشوع بن نون کی کتاب مین آپکا نام اور آپکے والد[1] کا نام موجود ہے پہر عیسائیون کا یہ نیا منطقی قاعدہ کون عاقل قبول کر سکتا ہے۔ پہر اس کتاب کے پہلی ہی آیت کے لفظ تہا سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتاب یشوع کی تصنیف ہی نہین بلکہ لکہنے والا اس عبارت کا بعد حضرت یشوع کے ہوا ہے اور حضرت یشوع کے قصہ کو بطور ماضی کے لکہتا ہے اب عیسائیون کا یہ کہنا کہ یشوع کا پہلا باب استثنا کے آخری باب مین مل گیا ہوگا کیسا غلط ہو گیا۔ الغرض جب قطعی دلیل سے ثابت ہو گیا کہ ضرور حضرت موسی علیہ السلام کے بعد آپ کی توریت مین الحاق ہو گیا ہی اور الحاق کرنے والے کا پتہ ہی نہین تو پہر اس سے اور زیادہ ثبوت تحریف بائبل کا کیا ہوگا۔

دیکہئے یہان تک تو بائبل مین زیادتی بیان کی گئی اب کمی کا ہونا بہی بائبل مین عیسائی بزرگون کے زبانی ہی ثابت کر دیتے ہین۔ دیکہئے یوسی بیس مورخ جو عوام مسیحیون کے نزدیک بڑا معتبر شخص ہے اپنی تواریخ کی چوتہی جلد کے باب ۱۸ مین صاف لکہتا ہے کہ جسٹن نے مباحثہ طریفون یہودی مین کئے پیشین گوئیان ذکر کرکے دعوی کیا ہی کہ یہودنے ان کو نکالڈالا ہے انتہی۔ اب اگر جسٹن شہید سچا ہے تو اسکے قول کے موافق یہود نے یقیناً پیشین گوئیون کو عبری سے نکالڈالا ہے اس صورت مین تحریف ثابت ہوتی ہے۔ اور اگر وہ جہوٹا ہے تو عیسائیون کا یہ پیشوا جو سلف مین بہت معتبر گنا جاتا ہے کتنا بڑا محرف تہا اور اپنے دعوے کے اثبات کے لئے اپنی طرف سے پیشین گوئیان گہڑ کر ان کو کلام اللہ اور الہامی کتابون کی عبارت بتلاتا تہا جس سے سلف کا تحریف کرنا صحیح ہے اور جب سلف کے بزرگون کا یہ حال ہے تو ان کی خلف زمانہ حال کا حال اسی سے واضح ہے۔ پہر ہارن صاحب اپنی تفسیر کی چوتہی جلد کے صفحہ ۶۳ مین لکہتا ہی کہ جسٹن شہید اپنی کتاب مباحثہ مین جو طریفون یہودی سے ہوا تہا لکہتا ہے کہ عزرا نے لوگون سے کہا تہا کہ یہ عید فصح کا کہانا ہمارے خداوند نجات دہندہ اور پناہ کا کہانا ہے تو سمجہو کہ اگر تم خداوند کو اس نشان یعنے کہانے سے اچہا سمجہوگے اور اسپر ایمان لاؤگے تو یہ زمین کبہی ویران نہوگی

[1] جب خداوند کا بندہ موسی مر گیا تو یون ہوا کہ خداوند نے نون کے بیٹے یشوع کو جو موسی کا خادم تہا خطاب کرکے فرمایا۔

اور اگر تم اسپر ایمان نہ لاؤ گے اور اسکا وعظ نہ سنوگے تو تم غیر قوموں کی ہنسائی کا سبب ہو گے اور اس فقرے کو یہودیوں نے عبری سے نکالڈالا ہے اور وائی ٹیکر جسٹن شہید کے قول کا حامی ہو کر لکھتا ہی کہ غالبًا یہہ فقرات کتاب عزرا کے چھٹے باب ورس ۲۰ و ۲۱ سے ہونگے اور ڈاکٹر اے کلارک نے جسٹن شہید کے قول کی تصدیق کی ہے اور وارڈ صاحب اپنی کتاب اغلاط نامہ کے مقدمہ کے صفحہ ۱۷ و ۱۸ نسخہ منطبعہ ۱۸۴۱ء مین لکھتا ہی کہ ڈاکٹر ہمفری صاحب اپنی کتاب کے صفحہ ۱۷۸ مین لکھتا ہی کہ یہودیون کے وہم نے (عہد عتیق کے کتابون کو) کئے جگہ ایسا خراب (یعنے محرف کیا ہی کہ پڑھنے والا اسکو سہولیت سے معلوم کرسکتا ہی پھر لکھتا ہی کہ یہود کے عالمون نے مسیح کے بشارات کو بہت بری طرح سے بگاڑ ڈالا ہے۔

ای پادری صاحبان فرمائے جب آپکے محققین کے نزدیک حضرت مسیح کے بشارات کا نکالا اور بگاڑا جانا ثابت ہی تو پھر نہین معلوم آپ ایسے صریح اور صاف ثبوت تحریف سے کیون انکار کئے جاتے ہین کیا آپ کو اپنے بزرگون کا اعتبار نہین یا اپنے بزرگون کی تحریر پر نظر نہین۔ اگر یہہ نہین تو آپ دل سے تحریف مانتے ہونگے مگر اقرار کرتے ہوے شرم آتی ہوگی۔ صاحبان آپ کو اس شرم سے باز رہکر صاف اقرار کرنا چاہئے۔ اور پھر ان محرف کتابون سے روگردان ہوکر بے تحریف اور بے تبدیل کلام اللہ کو مان لینا چاہئے جسکی نسبت اللہ جل شانہ اپنے کلام یعنے قرآن شریف مین سورہ حجر رکوع اول مین خود ارشاد فرماتا ہے اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ۔ ترجمہ۔ بیشک ہم نے قرآن کو اتارا ہے اور ہم ہی اسکے نگہبان ہین۔ سبحان اللہ کیا نعمت ہے کہ جو نقص کمی و بیشی تغیر و تبدل ہونیکا پہلی کتابون مین تھا وہ اس کلام مین بالکل نہین رہا۔ اور اب آدمیون سے اسمین تحریف کرنے کی استطاعت ہی لے لی ہی۔

اخیر مین ہم نہایت سچائی کے ساتھ خداوند کریم سے دعا مانگتے ہین کہ وہ ان ضالین عیسائیون اور مغضوب یہود کو راہ راست پر لاوے اور ان سے تثلیث و کفارہ کے باطل عقیدے اور تحریف شدہ عہد عتیق و جدید کی پیروی چھڑاوے آمین ثم آمین۔

فصل پنجم عصمت انبیا علیہم السلام کا ثبوت عقلی

دلیل اول۔ اگر یہ امر مانا جاوے کہ عیسائیون کے عقیدے بموجب نعوذ باللہ من ذلک پیغمبر گنہگار ہین اور گناہ عام ہے مثلاً کوئی پیغمبر حالت پیغمبری مین زناکار۔ جھوٹا۔ مکار۔ فریبی۔ بت پرست۔ حتی کہ ہر طرح کے گناہ سے ملوث ہو اور اپنے ہمعصر لوگون کو جن کی طرف یہہ پیغمبر مبعوث ہوا ہی بطور وعظ و نصیحت کے تبلیغ احکام الٰہی کرنے بیٹھے اور اپنی زبان سے فرمائے کہ ای لوگو مین تمہاری طرف پیغمبر ہوکر آیا ہون تم میری فرمان برداری کرو اور تم زنا نہ کرو۔ جھوٹھ نہ بولو اور بت پرستی سے توبہ کرو۔ کیا ان پیغمبر کی وعظ و نصیحت سننے والے اس پیغمبر کی زناکاری اور جھوٹھ

اور فریب و بت پرستی وغیرہ کو نظر انداز کر کے اسپر ایمان لائینگے ہرگز نہین ہرگز نہین۔ بلکہ وہ تو صاف صاف اس پیغمبر فاسق و فاجر کو کہہ دینگے ای حضرت خود را فضیحت و دیگران را نصیحت۔ اور دیکھہ خود بتری آنکھہ مین شہتیر ہے ای ریاکار پہلے اپنی آنکھہ سے شہتیر نکال پھر اس تنکے کو جو تیرے بھائی کے آنکھہ مین ہے اچھی طرح نکال سکیگا (متی باب ۷ آیت ۵) کیا اپنے ہمعصرون سے یہ کلمات سنکر وہ گنہگار پیغمبر بھی وعظ و نصیحت کریگا ہرگز نہین ہرگز نہین جب مارے شرم کے وہ گنہگار پیغمبر پیغام آلہی پہنچا ہی نہین سکتا تو دنیا کو اس کی پیغمبری سے کیا فایدہ چونکہ فعل خداوندی عبث نہین ہوتا اسلئے ثابت ہوا کہ پیغمبری کے لئے معصومی لابدی ہی اور پیغمبر معصوم ہونا ضروری امر ہی

دلیل دوم۔ اگر نبی بعد نبی ہونے کے گنہگار رہو خصوصا زنا کار جھوٹا اور فریبی۔ تو بھلے اور پاک طینت آدمی اس سے نفرت کرینگے اور اس کو جھوٹا اور فریبی کہینگے پس اس نبی کی نبوت سے کیا فائدہ اسلئے ضرور ہے کہ جسطرح خداوند کریم نے سچے نبی کی نبوت کی تصدیق کے واسطے نبی کو معجزہ عطا کیا ہے جو تمام انسانی قوتون سے بالاتر اور فوق العادۃ ہے اگر ویسے ہی اپنی کمال مہربانی سے نبی کو عصمت عنایت و عطا فرمائے اور ہر حال مین نبی کو گناہ سے بچائے تو کیا بعید از قیاس ہے کیونکہ نبی کا با وجود بشر ہونے کے گناہون سے محفوظ ہونا یہی نبوت کی دلیل اور تصدیق ہے جو ماسوائے نبی کے اور فرد مین غیر ممکن ہے۔

دلیل سوم۔ اگر انبیاء علیہم السلام کو گنہگار مانا جائے تو یہ امر خلاف منشاء خداوندی ہی کیونکہ خود خداوند کریم نے انبیاء علیہم السلام کو خلق کی طرف ہدایت کے لئے ارسال کیا ہی پس جب وہ خود گناہ مین گرفتار ہون تو خلق خدا بنظر اتباع سنت پیغمبر کے گناہ مین مصروف ہو جاویگی اور بجائے ہدایت کے گناہ کی ترقی ظہور مین آئیگی جو منشاء خداوندی کے بالکل برخلاف ہے۔

دلیل چہارم۔ اگر نبی حالت نبوت مین گناہ کرتا رہے اور گناہ عام ہے جسمین جھوٹھہ بھی داخل ہے اور نبی کے جھوٹھہ بولنے سے خلق خدا کو احکام خداوندی کے پہنچانے مین بھی شک ہو جائیگا جب شک ہوا تو اعتبار ساقط ہو جائیگا جب اعتبار ساقط ہوا تو پیروی بھی نبی کی جاتی رہیگی جب نبی کی پیروی جاتی رہی تو بندگان خدا راہ راست سے محروم رہجائینگے پھر ایسے نبی کی نبوت سے کیا فائدہ لیکن یہ امر منشاء آلہی کے خلاف ہے لہذا عصمت نبی بحال۔

دلیل پنجم۔ اگر انبیا ہی گناہ کرنے لگین تو عامہ خلایق مین اور انبیاء مین تمیز کیونکر ہوگی اور عامہ خلایق و نبی مین تمیز ضروریات سے ہے وہ تمیز لابدی عصمت ہوی۔

دلیل ششم۔ جو شخص گناہ پر عذاب ہونے سے واقف ہو کر ارتکاب گناہ کا کرے وہ زیادہ عذاب کا مستحق ہے اور انبیا علیہم السلام سے زیادہ گناہ کی باریکیون اور حقیقتون سے اور کون واقف ہی تو بس نبی بسبب زیادہ

واقفیت کے زیادہ مستحق عذاب کے ٹہیرے تو یہ نبوت نہ ٹہیری وہاں جان ٹہیرا جو عامۂ خلایق سے بھی مشکل مین پہنسے۔

دلیل ہفتم۔ عیسائیون کی بے انصافی یا امور دینی سے نادانی دیکہو جو انصاف کا خون کر رہی ہی کہ عام بندگان خدا مین سے پاسبانون یعنے پادریون کے لئے نیک چلنی اور پاکبازی اعلی درجہ کی تجویز کی جاوے اور انبیا علیہم السلام کی کوئی خصوصیت جو مابہ الامتیاز اور فوقیت غیرون پر ہو تسلیم نہ کیجاوے اس سے بڑہکر بھی کوئی بے انصافی ہوسکتی ہے۔ پاسبانان کلیسیا کے لئے پولوس صاحب خط تمطاؤس اول باب ۳ آیت اول مین کیا کیا قیود تجویز فرماتے ہین۔ لکہتے ہین کہ یہ بات سچ ہی کہ جو کلیسیا کی نگہبانی کی آرزو رکہتا اچھے کام کو چاہتا ہی۔ پس چاہئے کہ نگہبان بے عیب ایک جورو کا شوہر پرہیزگار۔ صاحب تمیز۔ شایستہ۔ مسافر دوست۔ تعلیم دینے مین قابل ہو۔ نہ کہ شرابی یا مارپیٹ کرنے والا یا ناروا نفع حاصل کرنیوالا۔ بلکہ میانہ رو ہو تکراری اور لالچی نہ ہو اور اپنے گھر کا بخوبی بندوبست کرتا اور کمال درستی کے ساتھ لڑکون کو حکم مین رکہتا ہو کہ اگر کوی اپنے ہی گھر کا بندوبست نہ کرنا جانے وہ خدا کی کلیسیا کی خبرداری کیونکر کریگا اور نیا مرید نہ ہو کہین وہ غرور کرکے شیطان کی طرح عذاب مین پڑے اور چاہئے کہ باہر والون کے نزدیک بھی نیکنام ہو انتہیٰ۔

دیکہئے ان آیات مذکورۂ بالا مین کلیسیا کے پاسبان مین کیسی خوبیان اور کیا کیا خصائل میان پولوس صاحب مقرر فرماتے ہین اب انصاف کرنا چاہئے کہ کلیسیا کا پاسبان جو صرف سو یا پچاس آدمیون کا نگہبان مقرر کیا جاتا ہے اسکے واسطے تو حضرت پولوس نے اتنی شرطین مقرر فرمائین اور انبیاء علیہم السلام مین جو خدا کے طرف سے سارے جہان کے پاسبان ہین یہ اوصاف بھی نہ ہون اور وہ زانی۔ شرابی۔ جہوٹھ بولنے والے بت پرست۔ فریبی جہوٹی قسمین کہانے کے استاد۔ عیسائیون کے خدا کو تیس روپیہ پر فروخت کرنے والے۔ اور رانڈن ہر طرح کے گناہ مین مست رہنے والے ہون تو بڑے تعجب کا مقام ہے کہ ان قیود کی وجہ سے تو کلیسیا کے پاسبانون کا مرتبہ انبیاء علیہم السلام سے بھی زیادہ ہوا جس سے یہہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اگر درحقیقت پاسبانان کلیسیا پیغمبرون سے کم درجہ کے ہین تو شرائط مقرر کردہ حضرت پولوس باطل ہین اور اگر پاسبانان کلیسیا کا مرتبہ حضرات انبیا علیہم السلام سے زیادہ ہے تو ان کی کتب الہامیہ پر پاسبانان کلیسیا کی کلام کو ترجیح ہونی چاہئے اور انکی پیروی پیغمبرون سے زیادہ کرنی چاہئے۔

فصل ششم حضرت مسیح کا از روی اناجیل مروجہ حال کے گنہگار ہونا

ہم اہل اسلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو از روے قرآن شریف گنہگار نہین جانتے بلکہ حضرت مسیح کی کیا خصوصیت ہی۔ تمام انبیا علیہم السلام کو معصوم جانتے ہین مگر اناجیل کی سیر و مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مسیح علیہ السلام سے کفر و گناہ ہوتے رہے اسلئے چند گناہ حضرت مسیح کے از روی اناجیل مروجہ حال نقل کفر کفر نباشد نقل کیے جاتے ہین۔

عیسائیون کے عقیدے کے بموجب گناہ کی دو قسمون شرعی اور فطرتی کا بیان مفصل گذر چکا ہی سو قسم دوم کی گناہ سے حضرت مسیح علیہ السلام بھی از روے بائبل بری نہین ہوسکتے۔ کتاب ایوب باب ۱۵ آیت ۱۴ مین ہی کہ جو عورت سے پیدا ہوا ہے کیا ہی کہ صادق ٹھیرے۔ اس سے ظاہر ہے کہ آدم زاد جو عورت سے پیدا ہو فطرتی گناہ سے پاک نہین ہوسکتا۔ چونکہ حضرت مریم والدۂ حضرت عیسے علیہ السلام جو حضرت حوا علیہا السلام کی اولاد سے خارج نہ تھین فطرتی گناہ مین ملوث تھین اسلئے ان کے بیٹے حضرت مسیح بھی اس فطرتی گناہ سے بری نہین ہوسکتے جیسا کہ ایوب باب ۱۴ آیت ۴ مین ہے کون ہے جو ناپاک سے پاک نکالے کوئی نہین۔

سلاطین اول کے باب ۸ آیت ۴۶ مین ہے۔ کیونکہ ایسا آدمی نہین جو خطا کار نہ ہو۔ پھر دوم تواریخ باب ۶ آیت ۳۶ مین ہے کوئی انسان نہین جو خطا نہین کرتا۔ واعظ باب ۷ آیت ۲۰ مین ہے کوئی انسان زمین پر ایسا صادق نہین کہ نیکی کرے اور خطا نہ کرے۔ چونکہ حضرت مسیح علیہ السلام بھی انسان تھے اسلئے وہ بھی ان آیات کے بموجب خطا کار تھے۔

اب ہم چند فعلی گناہ حضرت مسیح کے از روی اناجیل بیان کرتے ہین۔

گناہ اول انجیل متی باب ۳ آیت ۱ مین ہے۔ ان دنون یوحنا بپتسمہ دینے والا یہودیہ کے بیابان مین ظاہر ہو کر منادی کرنے اور یہ کہنے لگا کہ توبہ کرو۔ کیونکہ آسمانی بادشاہت قریب ہی۔ اسکے بعد آیت ۵ و ۶ مین ہی تب یروشلم اور سارے یہودیہ اور یردن کے سب آس پاس کے رہنے والے اس پاس چلے آئے اور انھون نے اپنے گناہون کا اقرار کرکے یردن مین اس سے بپتسمہ پایا۔ پھر آیت ۱۳ تا ۱۵ مین ہے تب یسوع جلیل سے یردن کے کنارے یوحنا کے پاس آیا تاکہ اس سے بپتسمہ پاوے۔ پر یوحنا نے اسے منع کیا اور کہا کہ مین تجھہ سے بپتسمہ پانے کا محتاج ہون اور تو میرے پاس آیا ہے۔ یسوع نے جواب مین اس سے کہا کہ اب ہونے دے کیونکہ یہی مناسب ہے کہ یونہی سب راستبازی پوری کرین تب اُسنے ہونے دیا۔ اس سے ظاہر ہے کہ عام گنہ گارون کی طرح حضرت مسیح نے حضرت یوحنا سے ناحق بپتسمہ پایا۔ اور یہ دو حال سے خالی نہین یا تو آپ واقعی گنہ گار تھے جو یوحنا کی بپتسمہ کے محتاج ہوے تو اس سے ہمارا مطلب حاصل۔ اگر آپ گنہ گار نہین تھے تو یہ کام آپ نے محض نکما اور بیفائدہ کیا اور نکمے اور بیفائدہ کام انبیاء علیہم السلام کی شان سے بعید ہین۔

گناہ دوم کتاب خروج باب ۲۰ آیت ۱۲ مین خداوند کریم فرماتا ہے کہ تو اپنے ماباپ کو عزت دے تاکہ تیری عمر اس سرزمین پر جو خداوند تیرا خدا تجھے دیتا ہے دراز ہووے۔ یہ حکم شریعت ہی جس کے برخلاف حضرت مسیح نے اپنی والدہ کو عزت نہین دی بلکہ سخت بے عزتی اور حقارت کے لفظ بولے ہین۔ دیکھو انجیل یوحنا باب ۲ آیت ۴ یسوع نے اس سے یعنے حضرت مریم سے کہا کہ ای عورت مجھے تجھسے کیا کام۔ دیکھئے والدہ کو ای عورت کہنا سراسر

تہذیب کے خلاف اور بالکل بے عزتی اور حقارت ہی جسکو علمای مسیحی بھی ملتے ہین چنانچہ تفسیر بارنس صاحب کے حصہ دوم کے صفحہ ۲۱۹ مین اس آیت کی شرح مین لکھاہی کہ مسیح نے اپنی والدہ کو اس آیت مین بہت ہی ملامت اور بے عزتی اور حقارت سے الفاظ بولے ہین کہ ایسا کوئی لفظ مشتمل بر حقارت نہ ہوگا۔ جیسے کہ ای عورت تجھہ کو میرے سے کیا کام انتہی۔ شاید اسی لئے مسیح کی عمر زیادہ نہ ہوی جو آپ نے خلاف حکم خداوندی اپنی ماں کو سخت سست کہا

گناہ سوم۔ کتاب احبار باب ۱۹۔ آیت ۱۱ مین اللہ تعالی فرماتا ہے کہ ایک دوسرے سے جھوٹ مت بولو۔ اب اس حکم خداوند تعالی کے خلاف حضرت مسیح کا جھوٹھہ بولنا انجیل متی باب ۸ آیت ۲۰ سے ثابت ہی جہان لکھاہی یسوع نے اس سے کہا کہ لومڑیون کے لئے ماندین اور ہوا کے پرندون کے واسطے بسیرے ہین پر ابن آدم کے لئے جگہہ نہین جہان اپنا سر دھرے۔ اس آیت سے بخوبی معلوم ہوگیا کہ حضرت مسیح کا کوی مکان سکونتی بالکل نہ تہا صرف خانہ بدوش ہی پہرا کرتے تھے اسلئے لاچار ہوکر آپنے فرمایا کہ ابن آدم کو اتنی بھی جگہہ میسر نہین جہان اپنا سر دھرے حالانکہ یہہ مسیح کا کہنا بالکل جہوٹھہ ہے اور آپکا مکان سکونتی موجود تھا دیکھو انجیل یوحنا باب اول آیت ۳۹ مین صاف لکھاہی کہ ای استاد تو کہان رہتاہی اس نے یعنے حضرت عیسے نے انہین کہا چلو دیکھو پس وے آئے اور جہان وہ رہتا تھا دیکھا اور اس روز اسکے ساتھ رہے۔ اب یا تو مسیح نے صریح جھوٹ بولکر اپنے مکان سکونتی سے ناحق کرکے خلاف شریعت اور حکم خداوندی کیا۔ یا یوحنا حواری نے جہوٹ بولکر آپ پر مکان سکونتی کی تہمت لگائی۔

گناہ چہارم۔ جہوٹ بولنا اور وعدہ خلافی کرنا سخت گناہ ہی اور حضرت مسیح نے اکثر وعدہ خلافیان کین چنانچہ ان مین سے چند یہان نقل کیجاتی ہین۔ (۱) انجیل متی باب ۱۲ آیت ۴۰ کیونکہ جیسا یونس تین دن اور تین رات مچھلی کے پیٹ مین تھا ویسے ہی انسان کا بیٹا تین دن اور تین رات زمین کے دل مین ہوگا۔ اور اب اسکو بدل کر یون کیا گیاہے کہ ابن آدم تین رات دن زمین کے اندر رہیگا۔ خیر کچھہ ہو اس سے مسیح کی وعدہ خلافی اور جہوٹ ثابت ہے کیونکہ از روے انجیل بروز جمعہ مسیح کو مصلیب ہوی اور شام کے وقت قبر مین مدفون ہوے دیکھو انجیل مرقس باب ۱۵۔ آیت ۴۲ ۴۳۔ اور اتوار کو علی الصباح پو پہٹنے سے پیشتر قبر سے غائب ہوگئے دیکھو انجیل متی باب ۲۸ آیت اول اب انصاف تو یہ ہی کہ جمعہ کا دن شمار نہ کیا جاوے کیونکہ جمعہ کی

لہ آیت ۴۲ ۴۳۔ اور جب کہ شام ہوی۔ اسلئے کہ تیاری کا دن تہا جو سبت سے پہلے یوسف آرمتیا۔۔۔ آیا اور دلیری سے پلاطس پاس جاکر یسوع کی لاش مانگی۔

لہ (۱) سبت کے بعد جب ہفتے کے پہلے دن پو پہٹنے لگی مریم مگدلینی اور دوسری مریم قبر کو دیکھنے آئین۔ آیت ۲ و ۴ مین فرشتے کے آنے کا ذکر ہے پھر (۵) مین ہے۔ پر فرشتے مخاطب ہوکر ان عورتون سے کہا تم مت ڈرو مین جانتا ہون کہ تم یسوع کو جو مصلیب پر کہینچا گیا ڈہونڈتے ہو وہ یہان نہین ہے کیونکہ جیسا اسنے کہا تہا وہ اٹھا ہے۔

شام کو مسیح قبر مین رکھے گئے ہین باقی رہی ہار کی رات اور اتوار کی رات جس مین پو پھٹنے سے پہلے ہی قبر سے غائب ہو گئے اس حساب کے بموجب صرف دو راتین اور ایک دن قبر مین رہے اگر عیسائی صاحب جمعہ کو بھی شامل کرلین تو دو راتین اور دو دن ہوتی ہین۔ لیکن مسیح کا وعدہ تین دن اور تین رات کا تھا۔ جس کے خلاف وقوع مین آیا (۲) انجیل متی باب ۱۶ آیت ۲۸ مین تم سے سچ کہتا ہون کہ ان مین سے جو یہان کھڑے ہین بعضے ہین کہ جب تک ابن آدم کو اپنی پادشاہت مین آتے دیکھہ نہ لین موت کا مزا نہ چکھینگے دیکھئیے جن بعضون کے ساتھہ مسیح وعدہ کرتے ہین کہ تم میرے دوبارہ آنے تک زندہ رہوگے وہ تو کیا ان کی اولاد بھی باقی نہ رہی اور اب تک آپ نہین آئے کیا اس جھوٹ مین عیسائیون کو کچھہ شک ہے (۳) انجیل لوقا باب ۲۳ آیت ۳۹ اور ایک ان بدکارون مین سے جو صلیب پر لٹکائے گئے تھے اسے طعنہ مار کے کہتا تھا کہ اگر تو مسیح ہے تو اپ کو اور ہم کو بچا دوسرے نے اسے ملامت کر کے جواب دیا کیا تو بھی خدا سے نہین ڈرتا جس حال کہ اسی سزا مین گرفتار ہے اور ہم تو واجبی کیونکہ اپنے کامون کا پہل پاتے ہین پر اسنے تو کوی بیجا کار نہ کیا اور اس نے یسوع سے کہا ای خداوند جب تو اپنی پادشاہت مین آوے مجھے یاد کیجیو۔ یسوع نے اس سے کہا مین تجھہ سے سچ کہتا ہون کہ آج تو میرے ساتھہ بہشت مین ہوگا حضرت مسیح نے چور کے ساتھ بہشت مین جانے کا وعدہ آج ہی کا کیا تھا جو چوبیس گھنٹے سے زیادہ تجاوز نہین کر سکتا۔ سو یہ وعدہ مسیح کا بالکل جھوٹ نکلا کیونکہ بموجب اعتقاد عیسائیون کے مسیح تین دن اور تین رات نعوذ باللہ دوزخ مین رہے دیکھو کتاب الصلوۃ مطبوعہ سنہ ۱۶۰۳ء مین لکھا ہی کہ مسیح ہمارے لئے موا اور دفن ہوا اس طرح یہہ اعتقاد فرض ہے کہ وہ جہنم مین گیا اور پادری فنڈر صاحب نے بھی یہ امر مان لیا دیکھو کتاب حل الاشکال مطبوعہ سنہ ۱۸۴۷ء کے صفحہ ۱۰۶ سطر ۱۳۔ علاوہ ازین انجیل مروجہ حال خط اول پطرس باب ۳ آیت ۱۹ مین ہے وہ جسم کے حق مین تو مارا گیا لیکن روح مین زندہ کیا گیا جس مین ہو کے اس نے ان روحون کے پاس جو قید تہین جا کے منادی کی جو آگے نافرمان بردار تہین۔ دیکھئیے نافرمانون اور گنہگارون کی روحین جن کو یہان قیدی لکھا ہی سوائے دوزخ کے اور کہان قید تہین اور مسیح ان قیدی روحون کے پاس جو دوزخ مین قید تہین گئے۔ بہر حال دوزخ مین جانا مسیح کا ثابت ہے اور چالیس روز زندہ ہونے کے بعد تک آپ زمین پر رہے دیکھو اعمال باب اول آیت ۳[ط] الغرض جب ۴۳ یوم خود بدولت ہی کو بہشت نصیب نہین ہوا اور چور کے ساتہ وعدہ آج کا تہا تو یہ خلاف وعدہ کرنا بیشک گناہ عظیم ہے اگر کوئی عیسائی یون کہے کہ چور کی روح اسی روز بہشت مین چلی گئی ہوگی تو پھر وعدہ خلافی کیونکر ہوی تو اسکا جواب یہہ ہے کہ اول چور کے روح کی اسی روز

ط ان پر اس نے اپنے مرنے کے پیچھے آپ کو بہت سی قوی دلیلون سے زندہ ثابت کیا کہ وہ چالیس دن تک انہین نظر آتا اور خدا کی پادشاہت کی باتین کہتا رہا۔

بہشت مین جانیکی کوی دلیل انجیل سے پیش کرنی چاہئے۔ بدون دلیل کے آپکا دعوی قابل سماعت نہین۔ دوم فرض کرو کہ چوراسی روز اکیلا بہشت مین گیا تو بہی مسیح کی وعدہ خلافی مین کیا شک ہی کیونکہ مسیح نے چور سے اپنے ساتہ بہشت مین جانیکا وعدہ کیا ہے۔ سوم ہم ۴۳ یوم تک مسیح کا بہشت مین نہ جانا ثابت کرچکے ہین۔ علاوہ ازین اگر چور کی روح بہشت مین جاتی تو یوحنا حواری ضرور مکاشفات مین ذکر کرتے کیونکہ یوحنا حواری نے بہشت کی خوب اسیر کی ہے حتی کہ وہ بہشت کو جریب سے پیمایش بہی کرچکے کیا پیمایش کے وقت اس چور کی روح اسے نظر نہ آئی ہوگی الغرض دلائل مذکورۂ بالا سے بخوبی معلوم ہوگیا کہ ضرور مسیح نے چور سے وعدہ خلافی کی اور وعدہ خلافی سخت گناہ ہے۔

گناہ پنجم مسیح کا اپنے شاگردون کو جہوٹ کی ترغیب دینا مرقس باب ۸ آیت ۲۷ تب یسوع اور اسکے شاگرد قیصریہ فلپی کی بستیون مین گئے اور راہ مین اسنے اپنے شاگردون سے پوچہا کہ لوگ کیا کہتے ہین کہ مین کون ہون انہون نے جواب دیا کہ یوحنا بپتسمہ دینے والا اور بعضے الیاس اور بعضے نبیون مین سے ایک۔ پہر اس نے انہین کہا تم کیا کہتے ہو مین کون ہون پطرس نے جواب مین اس سے کہا تو تو مسیح ہے تب اس نے انہین تاکید کی کہ میری بابت کسی سے مت کہو اور یہی قصہ متی باب ۱۶ آیت ۱۳ تا ۲۰ اور لوقا باب ۹ آیت ۱۸ تا ۲۱ مین بہی بہ تغیر عبارت یون ہی مذکور ہے جس سے ظاہر ہے کہ اولاً حضرت مسیح نے اپنے شاگردون کو اپنی مسیحیت جتلائی اور بعد اس کے پہر انہین منع کردیا کہ میرا مسیح ہونا کسی پر ظاہر مت کرنا اب اگر کوی سائل حوارین سے دریافت کرے کہ آیا حضرت مسیح یہی ہین اگر حوارین سائل کے جواب مین سچ بولین اور صاف صاف حضرت کا اسم مبارک بتلاوین تو مسیح کے نافرمان ٹہیرین اور پیغمبر کی نافرمانی عین خدا کی نافرمانی ہوتی ہی اگر حوارین جہوٹہ بولکر حضرت مسیح کا اسم پوشیدہ کرکے کوی فرضی نام لین تو جہوٹ بولنا سخت گناہ ہے الغرض دونون صورتون مین حواری مرتکب گناہ کے ہوتے ہین اور ان دونون گناہون کے اصل بانی حضرت مسیح ہی ٹہیرتے ہین۔ کیونکہ بہر صورت حواریون کو گناہ کی ترغیب مسیح نے دی ہے اور گناہ کی ترغیب دینا عین گناہ ہے۔

گناہ ششم۔ انجیل متی ۱۹ باب ۱۶ آیت اور دیکہو ایک نے آکے اس سے کہا ای نیک استاد مین کونسا نیک کام کرون کہ ہمیشہ کی زندگی پاؤن اس نے یعنے حضرت مسیح نے اس سے کہا تو کیون مجہے نیک کہتا ہے نیک تو کوی نہین مگر ایک یعنے خدا۔ دیکہئے خود حضرت مسیح اپنے نیک ہونے سے انکار فرماتے ہین یہ انکار فرمانا حضرت مسیح کا دو حال سے خالی نہین یا تو واقعی حضرت مسیح نیک نہین تہے۔ تو مطلب حاصل۔ پہر حضرات عیسائی کیون مسیح کی تکذیب کرکے ان کو بے گناہ ثابت کرتے ہین یہہ تو وہی مثل ہوی کہ مدعی سست اور گواہ چست۔ اور اگر مسیح واقعی نیک تہے تو جہوٹ بولکر اپنے نیک ہونے سے انکار کرتے ہین اور جہوٹ

بولنا بیشک گناہ عظیم ہے۔
یہہ چھہ گناہ مشت نمونہ از خروار ہم نے بیان کر دئے ہین اور اٹھارہ گناہون کا سامان از روی انجیل ہمارے پاس موجود ہے اگر کوئی عیسائی خواہش کریگا تو بیان کئے جائینگے۔ بسبب طول ہونے مضمون کے یہان بیان نہین کرتے کیونکہ ہمارا ارادہ ہی کہ عنقریب ہی مسیح مصلوبی کے گناہگار ہونے پر ایک مستقل رسالہ علحدہ تحریر کرین۔

تمت بالخیر

خاتمہ

ای ناظرین احکام الٰہی کے توڑنے اور خداوند تعالی کی نافرمانیون کا بڑا بہاری ذریعہ عیسائیون کا ساختہ پرداختہ مسئلہ کفارہ ہے جس کے بہروسے پر عیسائی بے دھڑک رات دن گناہ کرتے ہین چنانچہ لوتھر مارٹین فرقہ پروٹسٹنٹ کے پیشوا فرماتے ہین کہ فقط ایمان رکہو اور بغیر روزہ کے سختی اور کسی پرہیز کے بار کے۔ بغیر اعتراف کی تکلیف کے اور اور نیک کامون کے سختی کے یقین ہی جانو تم بچائے جاؤگے تمہارے واسطے نجات ایسی تحقیق اور بیشک ہی جیسی مسیح کے واسطے ہان گناہ کرو اور خوب دلیری سے گناہ۔ فقط ایمان رکہو اور اگرچہ ایک دن مین ہزار دفعہ حرام کاری یا خون کرو صرف ایمان رکہو کہتا ہون مین تمہارا ایمان تم کو بچاویگا (دیکہو پادری بیڈیلی صاحب کتاب ترجمہ طامس انگلس مطبوعہ ۱۸۵۱ء کے صفحہ ۳۲) اس سے ظاہر ہے کہ لوتھر مارٹین کے فرمانے کے بموجب احکام خداوندی سے عیسائیون کو کیسی آزادی حاصل ہوی جو دن رات گناہون مین غرقاب ہو کر بہی نجات اخروی سے ناامیدی نہین ہوی اور یہ تعلیم آزادی بخش لوتھر صاحب کی میان پولوس کی تعلیم مندرجہ خط رومیون باب ۳- آیت ۲۸ کا لب لباب ہے چنانچہ پولوس صاحب فرماتے ہین۔ کیونکہ ہم نے یہہ نتیجہ نکالا ہے کہ آدمی ایمان ہی سے بے اعمال شریعت کے راستباز ٹہیرتا ہے یعنے اعمالون کی کچہ حاجت نہین صرف ایمان ہی سے راستبازی حاصل ہوسکتی ہے میان پولوس اور لوتھر مارٹین کی تعلیم کا تمام یورپ مین جو کچہ اثر ہوا ہی میری زبان زیب نہین دیتی جو مین بیان کرون ناظرین اخبار ایرش ٹائمس مورخہ ۱۸ اگسٹ ۱۸۷۱ء مطبوعہ ڈبلن اور اخبار اودہ نولکشور نمبر ۶۲ جلد ۱۳ مطبوعہ ۱۷ نومبر ۱۸۷۱ء کے صفحہ ۱۲۴۴ کا ملاحظہ فرمائین ہر دو اخبارات مین یورپ کی اس کثرت سے زناکاری اور شراب نوشی اور دیگر بدتہذیبیان بیان ہوئی ہین کہ کچہ حد و شمار نہین یہہ تمام خرابیان صرف مسئلہ کفارہ کی بدولت پیدا ہوئی ہین کیونکہ مسئلہ کفارہ کے قائل ضرور اپنے خیال خام مین یہ بات ٹہان لیتے ہین کہ ہمارے گناہون کے خاطر

جب مسیح مصلوب ہو کر تین دن رات عذاب دوزخ بھگت چکے ہین تو ہم کو کیا حرف ہے مگر ہمارے نزدیک مسئلہ کفارہ ثابت نہین جیسا کہ ذیل کے بیان سے واضح ہے۔ (۱) حضرت حزقیل بموجب حکم رب جلیل اپنی کتاب کے باب ۱۸ آیت ۲۰ مین فرماتے ہین کہ وہ جان جو گناہ کرتی ہی سو ہی مریگی بیٹا باپ کی بدکاری کا بوجھ نہین اٹھاویگا اور نہ باپ بیٹے کی بدکاری کا بوجھ اٹھاویگا صادق کی صداقت اسی پر ہوگی اور شریر کی شرارت اسی پر پڑیگی۔ اسی کتاب کے اسی باب کی ۴ آیت مین ہے وہ جان جو گناہ کرتی ہی سو ہی مریگی پھر کتاب استثنا باب ۲۴ آیت ۱۶ مین ہے ہر ایک اپنے ہی گناہ کے سبب مارا جائیگا۔ یرمیاہ باب ۳۱ آیت ۳۰ مین ہے ہر ایک اپنی بدکاری کے سبب مریگا۔ تواریخ دوم باب ۲۵ آیت ۴ مین ہے ہر ایک آدمی اپنے گناہ کے لئے مارا جاوے اب کیونکر ہوسکتا ہے کہ خداوند کریم اپنے حکم قدیم کے خلاف لوگون کے گناہون کے خاطر حضرت مسیح پر عذاب دوزخ روا رکھے جب باپ بیٹے کی خاطر یا بیٹا باپ کی خاطر نہ مارا جائیگا تو مسیح خلاف حکم خداوندی کیونکر کفارہ ہوسکتے ہین۔ (۲) کتاب اول سموائیل باب ۲ آیت ۳ مین لکھا ہی کیونکہ خداوند دانش کا خدا ہی اور اعمال اسکے آگے تولے جاتے ہین۔ دیکھئے بندگان خدا کے جب اعمال تولے گئے کمتی اور بڑہتی پر جو کچھ نتیجہ ہوگا وہ ظاہر ہے پھر کفارہ کس کام کا (۳) کتاب مکاشفات باب ۲۰ آیت ۱۲ مین لکھا ہی پھر مین نے دیکھا مردے کیا چھوٹے کیا بڑے خدا کے حضور کھڑے ہین اور کتابین کھولی گئین اور ایک دوسری کتاب جو زندگی کی ہے کھولی گئی اور مردون کی عدالت جس طرح سے ان کتابون مین لکھا تہا انکے اعمال کے مطابق کی گئی۔ ناظرین با انصاف غور فرمائین کہ جب ہر ایک شخص کی جزا اور سزا اعمال ہی پر منحصر ٹھیری تو پھر کفارہ خود بخود بیکار ہوگیا ایسا ہی آیات ذیل سے بھی کفارہ باطل ہے (۱) کتاب یرمیاہ باب ۲۵ آیت ۱۴ مین ہے تبھی مین ان سے ان کے اعمال کے موافق اور ان کے ہاتھون کے کامون کے مطابق بدلہ لونگا (۲) زبور ۶۲ آیت ۱۲ مین ہے ای خداوند کہ تو ہر شخص کو اسکے عمل کے مطابق بدلہ دیتا ہے۔

اصل تمام گناہون کے تین گناہ ہین۔ ایک فطرتی۔ دوم حق اللہ کا ادا نہ کرنا۔ سوم حق العباد کا ادا نہ کرنا۔ جیسا کہ تمہید مین لکھا گیا۔ اب ہم کفارہ کے قائلون کی خدمت مین عرض کرتے ہین کہ آیا حضرت مسیح جو تمہارے عقیدے کے بموجب کفارہ ہوے تو کس قسم کے گناہون کے خاطر کفارہ ہوے اگر ارشاد ہو کہ فطرتی گناہ کے خاطر حضرت مسیح کفارہ ہوے تو ہم کہتے ہین کہ یہ فطرتی گناہ لائق مواخذہ اخروی کے نہین ہین دلیل اسپر یہہ ہی کہ یہ گناہ فطرتی لائق مواخذہ اخروی کے ہوتے تو حضرت نوح علیہ السلام مع اہل بیت طوفان سے نجات نہ پاتے کیونکہ بموجب عقیدے تمہارے اس فطرتی گناہ سے حضرت نوح علیہ السلام بری نہین تھے دوسرے عیسائیون کے سوا اور بہت سے شیرخوار لڑکے اور لڑکیان جو حالت شیرخواری مین مر جاتی ہین اور بموجب عقیدے تمہارے فطرتی گناہ مین ملوث ہوتے ہین آیا ان کو بسبب فطرتی گناہ کے سزاے جہنم ہوگی یا نہین اگر فرمائین کہ سزاے جہنم ہوگی تو یہ عین ظلم ہے کہ گناہ تو کرین حضرت آدم اور مارے جائین ناکردہ گناہ شیرخوار بچے اگر تمہارا خدا ایسا ہی ناانصاف ہے تو ایسے خدا کو ہم دور ہی سے سلام کرتے ہین دوم گناہ حق اللہ جل شانہ جیسے بت پرستی یا گوسالہ پرستی وغیرہ جسکا ذکر کتاب استثنا باب ۹ وغیرہ مین موجود ہے وہ گناہ بذریعہ شفاعت انبیا علیہم السلام معاف ہوسکتا ہے چنانچہ گناہ حق اللہ جل شانہ مین شفیع ہونا حضرت موسیٰ علیہ السلام کا کتاب

اور بُرے لوگوں میں شمار ہوگا اور یہہ بھی ہوسکتا ہی کہ نیک شخص کچھ مدت کے بعد بدکردار ہوجاے اور بدکردار نیکبخت ہوجاے چنانچہ یہی مشاہدہ ہم راتدن کرتے ہین۔

بیان امر سوم

گناہ کی دو قسمین ہین۔ ایک حقیقی۔ دوم مجازی۔ حقیقی گناہ اس فعل سے مراد ہے جو انسان سے ارادتاً وقصداً اور دیدہ و دانستہ شریعت آلہی کے برخلاف صادر ہو اور اسی گناہ کو شرعی گناہ کہتے ہین اور اسی گناہ پر مواخذہ اخروی منحصر ہے اور یہی گناہ حقیقی بیشک مخل عصمت انبیا علیہم السلام ہوسکتا ہے اور اس گناہ حقیقی کا مرتکب گنہگار کہلاتا ہے اور یہہ گناہ حقیقی جس کو دوسرے لفظون مین گناہ شرعی کہا گیا ہے بیشک اغواے شیطانی سے ہوتا ہی۔ دوسرے گناہ مجازی جس سے وہ فعل مراد ہے جو کسی انسان سے سہواً ہوجاے اور کرنے والیکا مطلق ارادہ نہو یا تیسرے اس سے کوئی لغزش و ترک اولی ہوا اور ان ہر سہ امور مذکورۂ بالا کو صرف مجازاً گناہ کہتے ہین جیسے کاغذ پر گھوڑے کی تصویر کو گھوڑا ہی کہا جاتا ہے مگر دراصل یہہ تصویر گھوڑا نہین ہوسکتی صرف مجازاً اس تصویر کو گھوڑا کہتے ہین اور گھوڑا واقعی وہی ہے جو قواے حیوانی رکھے اور سواری دیسکے۔ اور اسی طرح فعل سہو و لغزش و ترک اولی کو گو لفظ گناہ سے تاویل کرتے ہین مگر حقیقت مین یہہ افعال گناہ شرعی نہین ہوسکتے اور نہ اونپر مواخذہ ہوسکتا ہے اور نہ عذاب اخروی۔

اب عیسائیون کے نزدیک سواے حقیقی گناہ کے ایک اور قسم کا گناہ بھی ہے جسکو وہ اپنی اصطلاح مین گناہ فطرتی کہتے ہین اسکی حقیقت یون بیان کرتے ہین کہ باغ عدن مین حضرت آدم علیہ السلام نے خطا کی اور حضرت آدم علیہ السلام کی خطا کے سبب تمام بنی آدم گنہگار ہوگئے اور اس فطرتی گناہ سے کوئی انسان عیسائیون کے نزدیک بری نہین خواہ ولی ہو خواہ نبی سب کو گنہگار جانتے ہین۔

الحمد للہ ہمارے رسالے کی تمہید تمام ہوی اب بفضل خداے عزوجل رسالۂ نبی معصوم کا جواب شروع ہوتا ہے۔

فصل اول

قولہ ''اکثر اہل کتاب اس بات پر متفق ہین کہ بنی آدم اللہ تعالی کے حضور گنہگار و لایق سزا کے ہین اور اس بات پر بھی اتفاق کرتے ہین کہ بسبب اپنے گناہون کے ضرور ہے کہ انسانون کے لئے کوئی شفیع ہو جسکے وسیلے عفو گناہ ابدی حاصل ہو۔''

جواب ہم اہل اسلام آپ کے ساتھ اس بات مین ہرگز اتفاق نہین کرسکتے کہ تمام بنی آدم گنہگار ہین کیونکہ بنی آدم مین انبیا علیہم السلام بھی داخل ہین اور انبیا علیہم السلام کو ہم مسلمان آپ کی طرح گنہگار خیال نہین کرتے بلکہ انبیا علیہم السلام کو ہم معصوم جانتے ہین۔ یہہ عقیدہ آپ ہی کو مبارک رہے جو انبیا علیہم السلام کو چور اور ڈاکو

گنتی باب ۱۴ آیت ۱۹ مین صاف لکھا ہی اب تو اپنی رحمت کی فراوانی سے اس امت کے گناہ بخشدے جیسا تو مصر سے لیکے یہان تک بخشتا رہا ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے جواب مین خداوند کریم نے فرمایا مین نے تیرے کہے سے بخشے۔ اور اسی کتاب ایضاً باب ۱۲ آیت ۱۳ اور کتاب استثنا باب ۹ آیت ۱۹ سے ۲۲ تک حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شفاعت کا ذکر موجود ہے علاوہ ازین فرعون جیسا کافر بھی آپکی شفاعت کا قائل ہے دیکھو کتاب خروج باب ۸ آیت ۸۔ دیکھیے جب گناہ حق اللہ جل شانہ بذریعہ شفاعت انبیاء علیہم السلام معاف ہو سکتے ہین تو پھر حضرت مسیح کا اپنی جان دینا آپکے مراتب مین سخت نقص لازم آتا ہے کیونکہ عبد بن عبد یعنے حضرت موسیٰ علیہ السلام تو گناہ حق اللہ تعالی مین شفاعت کو کام مین لائین اور ابن اللہ یعنے حضرت مسیح کی زبانی شفاعت قبول نہو جان دینے کے بغیر گنہگارون کی بخشش نہ ہوا ای حضرات خدا کے بیٹے سے تو عبد بن عبد ہی اچھے رہے۔ سوم گناہ حق العباد اس گناہ حق العباد کے بارے مین خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی زبان مبارک سے انجیل متی باب ۵ آیت ۲۶ مین فرماتے ہین مین تجھے سچ کہتا ہون کہ جب تک تو کوڑی ادا نہ کرے وہان ہرگز نہ چھوٹیگا یعنے ضرور ہر ایک حقدار کا حق ادا کرنا ضروری ہے کیونکہ حق العباد مین عدالت کا ہونا لازمی امر ہے چونکہ خداوند تعالی کی ذات پاک عادل ہے اسلیے حضرت عیسےٰ علیہ السلام فرماتے ہین کوڑی کوڑی ادا کرنا واجب الادا ہے اور بدون معافی صاحب حق کے وہان ہرگز چھٹکارا ہو نہین سکتا اور کتاب اول سموئیل باب ۲ آیت ۲۵ مین مذکور ہے اگر ایک انسان دوسرے انسان کا گناہ کرے تو منصف اسکا انصاف کریگا دیکھیے اگر کوئی انسان گناہ حق العباد مین مصروف ہوگا تو اسکا انصاف ضرور ہوگا اگر حق العباد مین انصاف نہو تو صفت عدل خداوندی معطل اور بیکار ٹھیرتی ہی اور جو مسئلہ صفات خداوندی کو معطل اور بیکار قرار دے وہ مسئلہ ہرگز خداوند تعالی کی جانب سے نہین ہو سکتا پس معلوم ہوا کہ حق العباد مین بسبب عدل خداوندی کے کفارہ کی ضرورت ہی نہین الغرض تینون قسمون کے گناہون کی خاطر مسیح کے کفارے کی حاجت نہین جب چوتھی قسم گناہون کی عیسائی ثابت کرین گے تو پھر مسیح کو صلیب پر چڑھائین اور کفارہ کفارہ گاتے پھرین۔

دعا بجناب باری

خداوندا شکر تیرے احسان کا جو تیرے فضل و کرم سے یہ رسالہ تمام ہوا اور جس طرح مینے خلوص نیتی سے یہ رسالہ تحریر کیا ہے تو اپنے کمال فضل و کرم سے اسکو مقبولیت بخش اور اسکی سچائی عیسائیون کے دلون پر کھول دے کہ وہ تیرے گروہ انبیاء پاک کو معصوم جانین اور اپنے رویہ اور طریقہ کو انبیاء علیہم السلام کے چال وچلن سے درست کرین اور تیرے خاص حبیب حضرت محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لاوین اور صدق دل سے اقرار کرکے اپنی زبان سے کہین اشہد ان لا الٰہ الا اللہ واشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ۔ آمین ثم آمین

در مطبع بحر الاسلام | تمام شد | واقع معسکر بنگلور طبع شد

بکرے ہین (انجیل یوحنا باب ۱۔ ایت ۸) اور انبیا علیہم السلام کو یہی خطاب دینا عیسائیون کی ہی تہذیب کا نمونہ ہے دیکھو

تفسیر خزانۃ الاسرار مصنفہ پادری عماد الدین صاحب پانی پتی مطبوعہ مشن لودہیانہ ۱۸۷۶ع صفحہ ۲۴۴ سطر ۱۹۔

قولہ "چنانچہ اہل عیسوی بموجب تعلیم توریت و زبور و انجیل کے یقین کرتے ہین کہ مسیح جو پاک و بے عیب برہ کے مانند گناہون کے لئے قربان ہوا سو خدا کے دہنے ہاتھ پر سرفراز ہو کر اپنے لوگون کی سفارش ہر وقت کرتا رہتا ہے اور اس لئے کہ بنی آدم مین صرف ایک وہی معصوم ہے صرف اس کے وسیلے گناہ کا کفارہ یا خدا کے حضور شفاعت ہو سکتی ہے"۔

جواب اول توریت و زبور مین حضرت عیسیٰ علی نبینا و علیہ السلام کو بے عیب و برہ کہین نہین لکھا اگر پادری صاحب اپنے دعوی مین سچے ہین تو زبور و توریت مین نشان دین۔ دویم سفارش کرنے سے بخوبی معلوم ہو گیا کہ ابھی تک کفارہ منظور نہین ہوا کیونکہ اگر کفارہ منظور ہو جاتا تو سفارش کی حاجت نہ رہتی۔ باقی تمام بنی آدم مین صرف حضرت عیسیٰ علی نبینا و علیہ السلام کا معصوم ہونا جو آپ نے تصور کیا ہے اسکا جواب انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب دیا جاتا ہے۔

قولہ "اہل اسلام اگرچہ یہہ تسلیم کرتے ہین کہ ہان حضرت عیسیٰ اپنی امت کے لئے روز عدالت مین سفارش کرینگے مگر یہہ ہی کہتے ہین کہ سب نبی معصوم ہین اور سب نبی اولوالعزم یعنے آدمؑ و نوحؑ و ابراہیمؑ و موسیٰؑ و محمدؐ اپنی اپنی امتون کے شفیع ہین

جواب حضرت آدم علے نبینا و علیہ السلام سے لیکر جناب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک جسقدر انبیا علی نبینا و علیہم السلام گذرے ہین وہ بیشک اپنی اپنی امتون کے ایماندارون کی شفاعت کرینگے مگر مین پادری صاحب سے دریافت کرتا ہون کہ بالفعل جو یہودی موجود ہین اور حضرت عیسیٰ علی نبینا و علیہ السلام کی رسالت کا ہی انکار کرتے ہین ان کے حق مین حضرت موسیٰ علی نبینا و علیہ السلام سفارش کرینگے یا نہین۔

شق اول اگر آپ فرمائین کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے منکرون اور مکذبون و نافرمانون کی شفاعت کرینگے تو اس سے صریح یہہ امر لازم آتا ہے کہ سچے پیغمبرون کی تکذیب و انکار و نافرمانی کرنا کوئی برج اور گناہ کی بات نہین حالانکہ یہہ امر کل اہل کتاب کے نزدیک مردود ہے۔

شق ثانی اگر ارشاد ہو کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بسبب انکار و نافرمانی و تکذیب حضرت مسیح علی نبینا و علیہ السلام کے ان یہود مردود کی شفاعت نہین کرینگے کیونکہ حضرت عیسیٰ علی نبینا و علیہ السلام سچے پیغمبر خدا کی طرف سے مبعوث ہوئے ہین اور سچے پیغمبرون کا منکر بالاتفاق کافر ہے اور کفار فجار کی شفاعت انبیا علی نبینا و علیہم السلام نہین کرینگے تو ہم بھی اہل اسلام سچے دل سے آنحضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیغمبر برحق جانتے ہین اور آنحضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بشارات تورات و زبور و صحائف انبیا و انجیل مین اس قدر ہین کہ عیسے علی نبینا و علیہ السلام کی بشارات ان کے روبرو عشر عشیر بھی نہین اور آپ عیسائی صاحبان یہودیون کی طرح نادانی سے ایسے سچے ہادی کی رسالت

ٖ سب جتنے مجھ سے آگے آئے چور اور بٹ مار ہین پر بھیڑون نے ان کی نہ سنی۔

کا انکار کر رہے ہین اگر آپ انصاف اور سچائی کے ساتھ آنحضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بشارات دیکھنی چاہین تو کتب مندرجہ ذیل ملاحظہ فرمائین۔ انشاء اللہ تعالیٰ تسلی کامل ہو جائیگی۔ کتاب استفسار۔ خطبات احمدیہ۔ صیانتہ الانسان۔ نوید جاوید وغیرہ وغیرہ۔ اسلئے ہم بھی آپ عیسائی صاحبان کو بسبب منکر ہونے رسالت آنحضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ان منکران یہود کی طرح حضرت مسیح علیٰ نبینا وعلیہ السلام کی شفاعت سے خارج تصور کرتے ہین اور آپ کو ان منکران یہود سے کچھ کم نہین جانتے۔

قولہ "واضح رہے کہ یہہ قول کہ نبی اولوالعزم اپنی اپنی امت کی شفاعت کرینگے اس بنا پر کہ وے معصوم ہین مخفر ہی کیونکہ صاف ظاہر ہی کہ اگر نبی خود گناہ مین گرفتار ہو تو لایق نہین اور گنہگارون کو گناہ کے عذاب سے چھوڑاوے اسلئے کوڑھی کوڑھیون کا علاج نہین کرسکتا اور ڈوبتا ہوا اورون کو دریا کی موجون سے بچا نہین سکتا۔"

جواب از روئے قرآن شریف کسی نبی علیہ السلام کا کوئی گناہ شرعی کرنا جسپر مواخذہ اخروی منحصر ہے ثابت نہین ہوتا جیسا کہ ہم انشاء اللہ تعالیٰ آگے چلکر بیان کرین گے۔ اور بغیر ثبوت گناہ پہلے ہی سے انبیا علیہم السلام کو معاذ اللہ گنہگار قرار دینا اور برے برے نتایج نکالنا اور کوڑھیون اور ڈوبتے ہوؤن وغیرہ کی پیغمبرون کی نسبت مثالین دینا یہہ آپ ہی کے ایمان کی خوش اسلوبی ہے۔

عیسائیون کا انبیا علیہم السلام کو گنہگار جاننا اور یہہ کہنا کہ جب انبیا آپ ہی مرض عصیان مین مبتلا ہین تو اورون کی شفاعت کسطرح کرسکتے ہین اور یہہ عقیدہ رکھنا کہ کوئی پیغمبر مستحق شفاعت نہین سراسر خلاف بائبل ہے۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا از روے بائبل شفیع ہونا آیات مندرجہ ذیل سے بخوبی ثابت ہے۔ دیکھو کتاب گنتی باب ۱۴ آیت ۱۹ و ۲۰ جسمین لکھا ہی "(۱۹) اب تو اپنی رحمت کی فراوانی سے اس امت کے گناہ بخشدے جیسا تو مصر سے لیکے یہان تک انہین بخشتا رہا ہے" حضرت موسیٰ علیہ السلام کے جواب مین خداوند کریم نے فرمایا "(۲۰) مین نے تیرے کہے سے بخشے" اور ایسے ہی کتاب ایضاً باب ۱۲ آیت ۱۳[ا] اور کتاب استثنا باب ۹ آیت ۱۹[ب] سے ۲۴ تک حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شفاعت کا ذکر ہے اور فرعون جیسا سخت کافر بھی آپ کی شفاعت کا قائل ہے۔ دیکھو کتاب خروج باب ۸[ج] آیت ۸ تو کیا آپ فرعون سے بھی کچھ درجہ زیادہ ہین جو خلاف بائبل سراسر انکار ہی کرتے ہین۔ ہمارے نزدیک حضرت موسیٰ علیہ السلام تو ایک بڑے ذیشان اور صاحب مرتبہ اور اولوالعزم پیغمبر ہین جب آپ کے نزدیک وہ مستحق ولایق شفاعت

[ا] تب موسیٰ نے خداوند کے آگے چلا کے کہا "ای خدا مین تیری منت کرتا ہون۔" اسکے جواب مین ۱۴ آیت کے اخیر کا فقرہ ہے۔ "سات دن تک خیمہ گاہ سے خارج رہے بعد اسکے پھر اسے شامل کر"۔ [ب] ۱۹ کیونکہ مین خداوند کے قہر اور تیز غصے سے ڈرا کہ وہ تم پر بہت غصے تھا اور تمہین نابود کیا چاہتا تھا لیکن خداوند نے اس وقت بھی میری سُنی اور خداوند کا بڑا غصہ ہارون پر بھی بھڑکا اور اسے ہلاک کرنے پر تھا مین نے اس وقت ہارون کے لئے بھی دعا مانگی۔ [ج] ۸ تب فرعون نے موسیٰ اور ہارون کو بلایا اور کہا کہ خداوند سے شفاعت کرو کہ مینڈکون کو مجھسے اور میری رعیت سے دفع کرے۔ پھر آیت ۱۳ مین ہے موسیٰ نے دعا مانگی اور خداوند نے موسیٰ کے دعا کے موافق کیا اور مینڈک گھرون اور گاؤن اور کھیتون مین مر گئے۔

نہین تو اور کون ہو سکتا ہے۔

لیکن ای پادری صاحبان۔ آپ حوارین مسیح علیہ السلام کی طرف نظر انصاف سے دیکھین کہ ان کی حالت آپ کے پاس اس اصول سے کہ گنہگار گنہگار کی شفاعت نہین کر سکتا۔ کہان تک مخالف ہی۔ کیونکہ وہ بھی آپ کے نزدیک ڈبل گنہگار ہین جس کا ثبوت یہہ ہی کہ پطرس اعظم الحوارین کو حضرت مسیح علیہ السلام نے شیطان کا خطاب دیا دیکھو انجیل مرقس باب[۱] ۸۔ آیت ۳۳۔ اسکے سوا اس نے حضرت مسیح علیہ السلام کی رسالت سے انکار کیا اور جھوٹی قسمین کھائین بلکہ حضرت مسیح علیہ السلام کے اسم مبارک پر لعنت کی دیکھو متی باب[۲] ۲۶۔ آیت ۶۹ و ۷۳۔ اور بقول حضرت پولوس وہ انجیل سے پھر گیا تھا دیکھو خط گلتیون باب[۳] ۲۔ آیت ۱۱ سے ۱۴ تک۔ باقی حواریون کا بھی یہی حال ہی اور خود حضرت مسیح علیہ السلام نے ان کو بے ایمانی کا خطاب دیا ہے دیکھو انجیل مرقس باب[۴] ۱۶۔ آیت ۱۴۔

پھر باوجود ایسے گناہ گار اور بے ایمان ہونے کے ان کو شفاعت سے کہین بڑہکر گناہ بخشنے کا کلی اختیار حاصل ہے جیسا کہ انجیل یوحنا باب ۲۰۔ آیت ۲۳ مین صاف لکھا ہی کہ ”جنکے گناہون کو تم بخشو اُن کے گناہ بخشے جاتے ہین جنہین تم نہ بخشوگے نہ بخشے جائینگے“ انتہی۔

پادری صاحبان اب آپ ہی خود فرمائین کہ آپ نے انبیا علیہم السلام کے ساتھ یہہ عقیدہ بناکر کیسا ظلم کیا اور اسی بیان سے یہہ بھی واضح ہوگیا کہ آپ کا یہہ خیال کہ ایک گنہگار دوسرے گنہگار کی شفاعت نہین کر سکتا کیسا باطل ہوگیا اور یہی آپ کا اختراعی قاعدہ ہے جو تمام رسالہ نبی معصوم کی بنیاد ہے۔ اور جبکا مجملاً جواب تو اتنا ہی کافی ہی پر آپ کی تسلی کے لئے آپ کے تمام رسالہ کا جواب تفصیل وار دیا جاتا ہے۔ اسی پر اکتفا نہین ہوتا۔

قولہ ”ہم کو یہہ معلوم نہین ہوتا کہ اہل اسلام نے یہہ خیال کہان سے پیدا کیا ہے کہ سب نبی معصوم اور بیگناہ ہین کیونکہ خود قرآن مین سورہ آل عمران کے ۱۵ رکوع مین لکھا ہے وَمَا كَانَ قَوْلَهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوْا رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا فِيْٓ اَمْرِنَا یعنے بہت نبی کہتے ہین کہ ای رب ہمار ہمارے گناہ بخش ہمارے گناہ اور جو ہم سے زیادتی ہوی ہمارے کام مین۔ انتہی۔ اس آیت کو دیکھکر ہمکو بہت شبہ ہوا کہ اہل اسلام کا یہہ گمان کہ نبی معصوم ہین غلط ہے۔

---

[۱] پر وہ پھر کے اور اپنے شاگردون پر نظر کر کے پطرس پر جھنجھلایا اور کہا کہ ای شیطان میرے سامنے سے دور ہو کیونکہ تو خدا کی چیزون کی نہین بلکہ انسان کی چیزون کی فکر کرتا ہی۔ [۲] جب پطرس باہر دالان مین بیٹھا تھا ایک لونڈی نے اس پاس آکے کہا تو بھی یسوع جلیلی کے ساتھ تھا پر اس نے سب کے سامنے انکار کرکے کہا کہ مین نہین جانتا کہ تو کیا کہتی ہی۔ پھر جب وہ دسار کی طرف باہر چلا ایک دوسری نے اسے دیکھکر ان سے جو وہان تھے کہا کہ یہہ بھی یسوع ناصری کے ساتھ تھا تب اسنے قسم کہا کر پھر انکار کیا کہ مین اس شخص کو نہین جانتا تھوڑی دیر بعد انہون نے جو وہان کھڑے تھے پطرس پاس آکر کہا کہ بیشک تو بھی انہین سے ہے کہ تیری بولی تجھے ظاہر کرتی ہی تب اسنے لعنت بھیجکر اور قسم کہا کر کہا کہ مین اس شخص کو نہین جانتا۔ [۳] پر جب پطرس انطاکیہ مین آیا تو مین نے روبرو اس سے مقابلہ کیا اسلئے کہ وہ ملامت کے لایق تھا کیونکہ وہ پیشتر اس سے کہ کئی شخص یعقوب کی طرف سے آئے غیر قوم والون کے ساتھ کہایا کرتا تھا پر جب وے آئے تو مختونون سے ڈر کر پیچھے ہٹا اور الگ ہوگیا اور باقی یہودیون نے بھی اسکے ساتھ دورنگی کی یہانتک کہ برنباس بھی دورنگی مین شریک ہوا جب مین نے دیکھا کہ انجیل کی سچائی پر سیدھی چال نہین چلتے مین نے سبھون کے سامنے پطرس کو کہا کہ جب تو یہودی ہوکر غیر قومون کی طرح نہ کہ یہودیون کی طرح زندگی گذرانتا ہی پس تو کسواسطے غیر قومون کو یہ تکلیف دیتا ہی کہ یہودیون کے طور پر چلین۔ [۴] آخر وہ ان گیارہون کو جب وے کہانے بیٹھے دکھائی دیا اور ان کی بے ایمانی اور سخت دلی پر ملامت کی کیونکہ وے ان کی باتون پر جنہون نے اسکے جی اٹھنے کے بعد اسے دیکھا تھا یقین نہ لائے تھے۔

جواب جب کہ آپ کو قرآن شریف آتا ہی نہین تو آپ کو کیا معلوم ہوا۔ اور اس امر کی تصدیق کے لئے کہ آپ کو قرآن شریف نہین آتا آپ کا اس موقع پر آیت مذکورہ بالا کا لکھنا ہی کافی ثبوت ہے۔ صاحبان من اس آیت مین نبیون کے ساتھیون کی دعا بیان ہوئی ہے جس کو آپ نے انبیا علیہم السلام کی دعا خیال کر لیا اور یہہ صریحاً آپ کی غلطی ہے آپ کو مناسب تھا کہ پہلے قرآن شریف کی کوئی تفسیر دیکھہ لیتے تاکہ اس رسالہ کے مشتہر کرنے پر آپ کو اتنی شرمندگی نہ اٹھانی پڑتی دیکھئے تفسیر عمدۃ البیان جلد اول کے صفحہ ۱۹۷ اور تفسیر رؤفی جلد اول کے صفحہ ۳۰۸ اور تفسیر حسینی اردو یعنے تفسیر قادری جلد اول کے صفحہ ۱۳۳ مین لکھا ہے وَكَأَيِّن مِّن نَّبِيٍّ قَاتَلَ اور کتنے پیغمبرون مین سے یعنے بہت پیغمبر تھے کہ راہ خدا مین لڑے مَعَهُ رِبِّيُّونَ كَثِيرٌ ساتھ ان کے ہو کر سپاہی لوگ بہت۔ ربی اس سپاہ کا نام ہے جو ہزار سے کم نہو اور عین المعانی مین لکھا ہے کہ ربی دس ہزار سپاہی کے معنے مین یا ربی ربانی کے معنے پر ہے یعنے فقہا علما حکما اتقیا جو اپنے پیغمبر کے ساتھ تھے۔ فَمَا وَهَنُوا پس سستی نہین کی ان پیغمبرون اور ان کے اصحاب نے لِمَا أَصَابَهُمْ واسطے اسکے جو پہونچین انہین تکلیفین فِي سَبِيلِ اللَّهِ کافرون کے ساتھ جہاد کرنے مین وَمَا ضَعُفُوا اور ضعیف نہین ہوگئے بہت ہونے سے وَمَا اسْتَكَانُوا اور عاجزی نہین کی دشمنون کے ساتھ شکست کھانے ہوئے لوگون اور ان مسلمانون کی طرف اشارہ ہے جو ابن ابی سے التجا کر کے ابو سفیان سے امان کا خط چاہتے تھے وَاللَّهُ يُحِبُّ الصَّابِرِينَ اور اللہ دوست رکھتا ہے صبر کرنے والون کو جہاد پر وَمَا كَانَ قَوْلَهُمْ اور نہ تھا قول ربانیون کا بعد قتل ان پیغمبرون کے اگر قتل واقع ہوا۔ إِلَّا أَن قَالُوا مگر یہہ کہ اونہون نے کہا رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ای رب ہمارے بخشدے ذُنُوبَنَا گناہ ہمارے جن کے سبب سے فتح نہوئی اور ہمارا نبی قتل ہوگیا وَإِسْرَافَنَا اور در گذر زیادتیون ہماری سے فِي أَمْرِنَا بیچ کام ہمارے کے اور ایسا ہی تفسیر معالم مین لکھا ہے۔ اگر پادری صاحب اوپر کی ایک دو آیت پر غور فرماتے تو کبھی ایسا دھوکہا نہ کھاتے۔ ناظرین آیات مذکورہ بالا کو غور سے ملاحظہ فرماوین کہ پادری صاحب نے عربی کی ناواقفیت یا دھوکہا دہی سے کیا سے کیا بنا دیا ہے۔ ان کو ایسی باتون سے شرم کرنی چاہئے۔

قولہ چنانچہ ہم نے قرآن شروع سے آخر تک بغور ملاحظہ کر کے ہر ایک آیت کو جسمین نبی کا گنہگار ہونا ظاہر ہے نکالا اگرچہ مسلمان دو لاکھ چالیس ہزار دوسری روایت مین ایک لاکھ چالیس ہزار نبیون کا ذکر کرتے ہین مگر ہم کو قرآن مین صرف چھبیس نام معلوم ہوئے جن کے نام ذیل مین درج کئے جاتے ہین۔ آدم۔ ادریس۔ نوح۔ ایوب۔ ابراہیم۔ لوط۔ اسحاق۔ یعقوب۔ یوسف۔ اسمٰعیل۔ موسیٰ۔ داؤد۔ سلیمان۔ ہود۔ صالح۔ الیاس۔ ہارون۔ یونس۔ شعیب۔ عزیر۔ ذوالکفل۔ ذوالقرنین۔ ذکریا۔ یحییٰ۔ عیسیٰ۔ محمد۔

جواب اگرچہ آپ نے شروع سے آخر تک قرآن شریف کو بغور ملاحظہ کیا اور ہر ایک آیت پر فکر بھی کی اور بزعم خود عیاذاً باللہ قرآن شریف سے انبیا علیہم السلام کے گنہگار ہونے کی کوشش بھی کی مگر آپ کے فکر و غور کا نتیجہ تناہی